# حاجی وارث علی شاہؒ

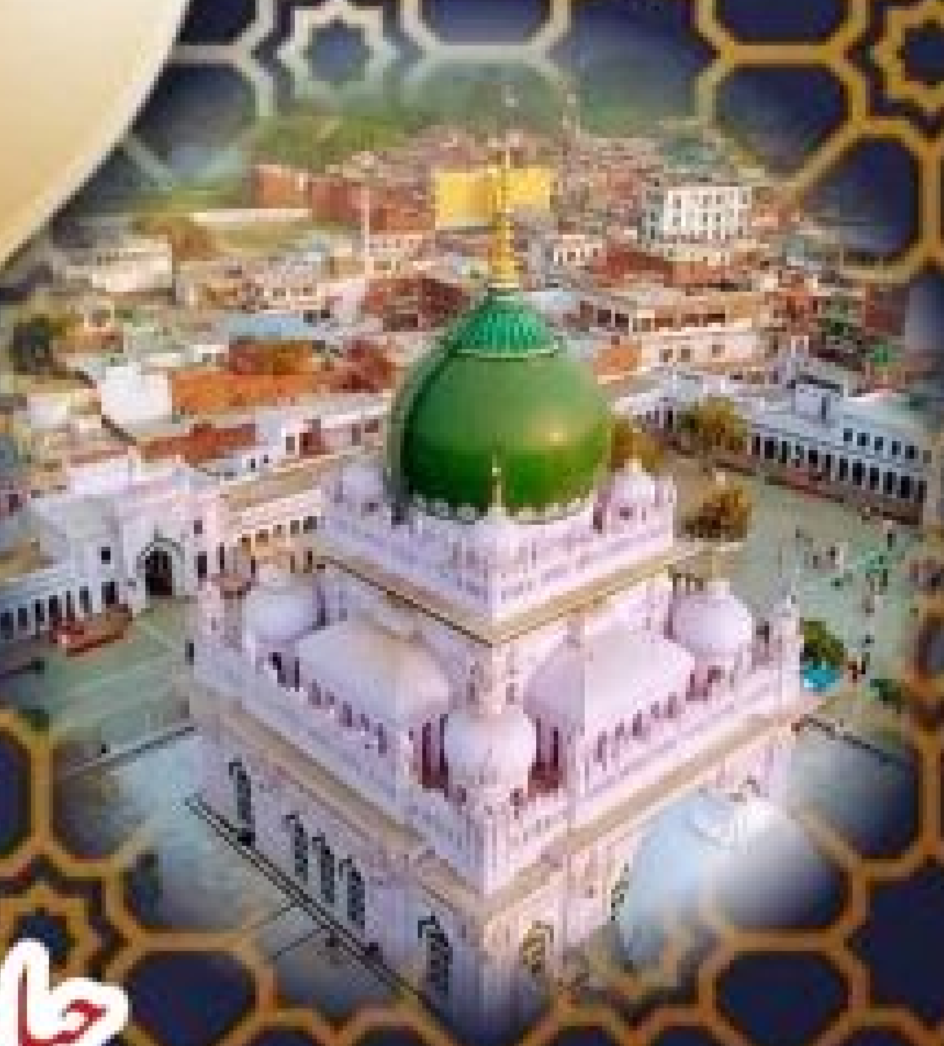

## حیات وارثی

Scanned with CamScanner

حضرت سید عبد السلام
عرف میاں بانکا رحمتہ
اللہ علیہ کی جانب سے
کتب وارثیہ کی یہ
بہترین کاوش کی گئی جو
کہ ایک سفید پوش
گزرے ہیں اپنے وقت کے
کامل ترین عالم با عمل
ولی فقیر جو داخل
سلسلہ حضرت عبداللہ
شاہ شہید رحمتہ اللہ
علیہ سے ہیں لکی اسٹار
صدر کراچی میں ان کا
مزار ہے
یہ کام وارث پاک غلام
نواز عظمہ اللہ ذکرہ کے
حکم پر کیا گیا اس کام کو
کوئی وارثی اپنی جانب
منسوب کرکے توہین
حکم مرشد کا ارتکاب نا
کرے اگر کوئی بھی
شخص یہ کہے کے اس
نے پی ڈی ایف بنائی تو
مان لیجیے گا کہ یہ
جھوٹ بول رہا ہے غلام کا
کام غلامی کرنا ہے یعنی
مرشد کے حکم کی
تعمیل کرنا ہے نا کہ
تعریف اور واہ واہی وصول
کرنا
برائے مہربانی سب
وارثیوں پر حکم مرشد کی
اتباع لازم ہے جھوٹ
بولنے اور واہ واہی سے پر
ہیز کریں     شکریہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیمo

# حاجی وارث علی شاہؒ

(سیرتِ مبارکہ اور تعلیمات)

رحمت وارثی

Scanned with CamScanner

کتاب — حاجی وارث علی شاہ

نذرِ عقیدت — حیاتِ وارثی

سنِ اشاعت — ۱۹۸۳ء

طباعت — نامی پریس لکھنؤ-۳

ہدیۂ محبت — پانچ روپیے

پتہ - آل انڈیا ہندی اردو سنگم باغ انوار لکھنؤ

زیرِ اہتمام - جناب جنید احمد صدیقی

اتر پردیش اردو اکیڈمی کے مالی تعاون سے شائع

کتاب کے اندرجات سے اکیڈمی کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

کتاب — حاجی وارث علی شاہ

نذرِ عقیدت — حیاتِ وارثی

سن اشاعت — ۱۹۸۳ء

طباعت — نامی پریس لکھنؤ-۳

ہدیۂ محبت — پانچ روپئے

پتہ - آل انڈیا ہندی اردو سنگم باغ انوار لکھنؤ

زیر اہتمام - جناب جنید احمد صدیقی

اتر پردیش اردو اکیڈمی کے مالی تعاون سے شائع

(کتاب کے اندرجات سے اکیڈمی کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے)

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ؕ

---

انکا سونا بھی عبادت جاگنا بھی بندگی
عاشقانِ مصطفیٰ کی بات ہی کچھ اور ہے
معراج وارثیؔ

سائیں کا گھر دور ہے اور سائیں سن کے تیر
سائیں سے بیوپار کرے اوگھٹ بنیا فقیر
اوگھٹ شاہ وارثیؔ

# انتساب

عزت مآب عبدالرحمٰن خان نشتر صاحب
(وزیر اوقاف و جیل حکومت اترپردیش)

عالیجناب شیخ رضی احمد صاحب
(منیجر آستانہ عالیہ دیوہ شریف بارہ بنکی)

کے نام

بصد احترام

حیات وارثی

تو ہی قبلہ تو ہی کعبہ، تو ہی ایمان ہے ساقی ● گدائے بارگاہِ وارثؒ
تصور ہی ترا بادہ کشوں کی جان ہے ساقی حیات وارثی

# دعائیہ

کسی پیاسے کے میں کام آؤں تو اتنا بھر دے
وسعتِ بحر نہ دے مجھ کو تو دریا کر دے

عارف بنجو لکھنوی

Scanned with CamScanner

# خلاصہ

لفظِ عشق ہی تنہا ترجمان وارث ہے
داستاں محبت کی داستان وارث ہے
(حیات وارثی)

کچھ اور مانگنا مرے مشرب میں کفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے مرے دستِ سوال میں
استادِ محترم حضرت تسلیم لکھنوی

Scanned with CamScanner

# پیش لفظ

## حسن واصف عثمانی قومی آواز لکھنؤ

ہندوستان کی مٹی اور خمیر میں سوز و گداز اور عشق و محبت شامل ہے، یہاں ویدانت، اور گیتا کے فلسفوں کا رواج رہا ہے، اسلام کی آمد آمد کے بعد ہندوستان میں سب سے زیادہ مقبولیت صوفیوں کو حاصل ہوئی، جو انہیں جذبات و افکار کے پیامبر تھے، جو ہندوستان کے تاریخی ضمیر میں پیوست ہیں۔

ان صوفیوں میں بھی چشتی مسلک کے بزرگان معتبر سرشت" نے ہندوستان میں سب سے زیادہ اور پائیدار مقبولیت حاصل کی، خواجگان چشت میں خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے اپنے سلسلے کو سب سے زیادہ پھیلانے کے لئے مریدان خاص اور مجازین کو اپنے کلمۂ خاص سے ملک بھر میں جگہ جگہ پھیلایا۔

کنتور (بارہ بنکی) سید علاء الدین اعلیٰ بزرگ بھی خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے حکم سے گوشہ نشیں ہوئے مسجد اور خانقاہ تعمیر کی، ان کے بعد ان کا خاندان علم و معرفت کی

دولت سے مدتوں مالا مال رہا، اسی خاندان کی ایک شاخ نکلی جس سے حاجی وارث علی شاہ کا تعلق تھا، وہ اپنے بہنوئی اور مرشد سید خادم علی شاہؒ کے واسطے سے قادری اور چشتی سلسلے میں باقاعدہ بیعت اور ان سلسلوں کے مجاز تھے لیکن انکا طرزِ فکر اور طریقہ کار انفرادی تھا

حیاتِ وارثی صاحب نے حاجی صاحب کی بے شمار سوانح عمریوں سے یہ انتخاب مرتب کیا ہے ۔ ان کی تحریر عقیدت و عقیدت کے حدود میں ان حیرت انگیز واقعات کا بیان بھی کرتی ہے ، جو حاجی وارث علی شاہ کی زندگی میں اور ان کے وصال کے بعد ان کے آستانہ سے ملنے والے فیض جاریہ کا ثبوت ہیں۔اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ اگر اس بیسوی صدی کی ابتدا میں حاجی وارث علی شاہ؟ مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی اور مولانا عین القضاۃ لکھنوی کے بے شمار خوارق عادات بے شمار اور مختلف مذہب و مسلک کے عینی شہادتوں کا سلسلہ نہ بن جائے تو روحانیت اور ماورائے عالم حقائق کو لوگ تذکروں ، ملفوظات اور عقیدت مندوں کی کہانیاں ہی کہنے پر مجبور ہوئے ۔

حاجی وارث علی شاہ حیات وارثی کا ایسا کارنامہ ہے جو مدتوں اہل علم کو روشنی دکھاتا رہے گا ۔

# آغاز

دامنِ فقر میں سایہ ہے جہانگیری کا
لیکن اکبر کی طرح دھوپ میں چل کر جانا
(حیات وارثی)

انسانی تاریخ میں ایسے بہت سے نام ہیں جنہوں نے اپنے عملی کردار اور لسانی اظہار سے ہزاروں نہیں بلکہ کروڑوں لوگوں کو متاثر کیا ہے اور ان کی زندگی کا رخ بدلا ہے، ماقبل تاریخ سے یہ سلسلہ جاری ہے۔

ہر خطۂ ارض پر ایسے لوگ برابر آتے رہے جنہوں نے انسانوں کو خداشناسی اور سماجی، ذہنی اور روحانی تعلیمات سے سرفراز کیا، مذہب و روحانیت کی جڑیں انسانیت کے درخت کو قوتِ نمو دیتی ہیں، یہ سلسلہ رشد و ہدایت ولادت حضرت آدم علیہ السلام سے موجودہ بنی آدم تک جاری و ساری ہے۔

اسلام سے قبل ایک لاکھ چوبیس ہزار نمائندگانِ حق نے اس

---

لہ مغل شہنشاہ اکبر اعظم اولاد کے لئے پریشان تھا آخر میں شہنشاہ ولایت شیخ سلیم چشتی کے دربار میں پاپیادہ حاضر ہوا تھا تو اسکو گوہر مراد حاصل ہوا۔ حیات وارثی

فرضِ منصبی کو خوش اسلوبی سے پورا کیا ہے، زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جہاں انسان آباد ہوں اور ہدایت کرنے والا نہ بھیجا گیا ہو، ان کے ناموں اور کاموں سے ہماری عدم واقفیت انکی حیثیت کو کم نہیں کرتی۔

جب بھی کوئی خطۂ ارض گمراہی اور ظلم کے اندھیروں میں روپوش ہوا ہے، رب السماوات والارض نے اپنے خصوصی پیغامبر کے ذریعہ نورِ ہدایت بھیجا ہے، یہ سلسلہ تو حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک صدیوں کے وسیع دامن میں پھیلا ہوا ہے، پروردگارِ عالم نے انسانی مزاج اور مقامی حالات کے پیشِ نظر پیغامِ ہدایت سے لوگوں کو اصلاح کا موقع عنایت فرمایا ہے، تاکہ کوئی بات عذر یا حیلے کے لئے نہ رہ جائے۔ خدا نے اپنے صادق پیغمبروں کو معجزات اور تصرفات کے زیورات سے ایسے آراستہ کر دیا تاکہ شکوک و شبہات اور توہمات کی کوئی گنجائش ممکن نہ ہو سکے کسی پیغمبر کو آواز کا اعجاز بخشا، کسی کو حسنِ پاکیزہ سے نوازا کسی کے ہاتھوں کو مسیحائی عنایت کی، کسی کے لبوں کو مردوں کو زندگی بخشنے کی سوغات دی، کسی کو پانی پر اختیار دیا، کسی کے قبضے میں ہوا کر دی، یہی سلسلہ آگے بڑھتا رہا۔

انسان کی تخلیق ہی جن عناصر کی شمولیت سے ہوئی ہے وہ ہیں مٹی، ہوا، آگ اور پانی ہیں، یہ عناصرِ اربعہ اپنی فطرت، ماہیت

اور خصوصیات کی بنا پر ایک دوسرے کی ضد ہیں، مٹی میں انکسار آگ میں تند خوئی، ہوا میں تیزی، ٹھہراؤ اور پانی میں برقی روانی ہے، انسان انہیں عناصر سے بنایا گیا ہے، اسی لئے ہر انسان میں یہی بنیادی خوبیاں یا خامیاں فطری طور پر موجود ہیں۔

خلاق ابدی اور مالک حقیقی نے انسان کو خلیفۃ الارض کے معزز خطاب اور اشرف المخلوقات کے انفرادی لقب سے اسی لئے نوازا کہ یہ مخلوق کائنات ارض پر اسکی مرضی اور اطاعت گذاری سے زندگی بسر کر کے ایسی ابدی نعمت حاصل کرے گی جسے دیدار خداوندی کہا گیا ہے، پروردگار عالم نے انسان کی تخلیق میں جو توازن رکھا ہے اسی توازن کا مطالبہ وہ اپنے بندوں سے کرتا ہے یعنی خاک کی انکساری دعوت سجدہ ریزی دیتی ہے۔ باد کی سرگرمی انسانوں کو جادہ پیما کرتی ہے، آب کی پوشیدہ برق تغیر اور فیض کی نشاندہی کرتی ہے اور آتش کی حرارت اور سربلندی انسان کو جستجو اور آزمائش پیش تیار کر کے کندن بناتی ہے، ان مادی عناصر کے ساتھ ایک پاکیزہ شئے یعنی روح کا رشتہ جوڑ کر خدا نے انسان کو اعمال میں خود مختاری بخشی ہے۔

جب بھی انسان میں اعتدال و توازن کی کمی پیدا ہوئی اور اس نے روح کی حقیقت سے انکار کر کے صرف مادہ کو منزل بنایا ہے تو نظام کائنات انتشار کا شکار ہو گیا ہے اور انسان نے

اشرف المخلوقات کا خطاب کھو دیا ہے۔

دنیا میں پیغمبروں اور مصلحوں کی آمد کا بنیادی مقصد صرف توازن کو بحال کرنا ہے، کیونکہ تعمیر کائنات اور مقصد حیات صرف توازن میں پوشیدہ ہے۔

توازن اور اعتدال ہی سے گلشن حیات میں نمو ہے، جب بھی مٹی، پانی، آگ اور ہوا میں توازن برقرار نہیں رہا دنیا میں تباہی اور بربادی پھیلی ہے صدیوں کے تجربات اور مشاہدات نے اعتدال و تعاون کی اہمیت کو واضح کر دیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے بعد تاریخ مذاہب میں ایک نیا انقلاب آیا اور انسانوں کی ایک بڑی آبادی انکی حیات ظاہری کے بعد دکھا راستہ اپنایا لیکن چند ہی لوگوں نے توازن برقرار رکھا باقی لوگ پھر دامن اعتدال سے نکل گئے اور انہیں خدا کا بیٹا کہنے لگے، حضرت عیسیٰ نے خدائے وحدہ لاشریک کی جو تعلیم دی تھی اس سے منحرف ہو گئے اور بعد کے لوگوں نے تین خداؤں کا تصور پیش کر کے انسان کو اس کے معبود سے جدا کر دیا، عرب تا عجم گمراہی اور بے دینی، ظلم و جبر اور کفر و شرک کے سبب بادل چھائے تھے، فضائے انسانیت معصیت کے زہر سے ہلاکت خیز بن گئی تھی، کمزوروں اور ناداروں سے زندگی کا حق چھین لیا گیا تھا عورت کا تصور سماج کے لئے باعث ننگ تصور کیا جاتا تھا، ایک

خدا کی جگہ انسان درندوں، پرندوں، جانوروں، پتھروں اور پیڑوں کو سجدہ کر رہا تھا، وحشت اور بربریت اپنی انتہا کو پہونچ چکی تھی ایسے کربناک ماحول میں جب انسانیت گراہ ہو چکی تھی اور روح مردہ ہو چکی تھی سرزمین مکہ پر خدا کے آخری پیغمبر، نبیوں کے امام، خیر الانام، رحمت للعلمین، شفیع المذنبین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا، آپ کی تعلیمات قدسیہ اور ارشادات عالیہ نے زخم خوردہ انسانیت کے زخموں پر لطف و کرم کا مرہم رکھا اور انسان کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا پروردگار عالم نے اپنے حبیب محبوب کے توسط سے صحیفۂ عرفاں یعنی قرآن کریم عنایت فرمایا

مادی جسم کی بیماریوں کے لئے مادی دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے اور روح کا علاج کلام ربانی ہے قرآن کی شکل میں دنیا کے سامنے ایک نسخۂ کیمیا موجود ہے جو قیامت تک انسانوں کی رہنمائی اور مشکل کشائی کرتا رہے گا۔

رحمت کونین کی نگاہ رحمت نے جاہل عربوں کو حکمائے زمانہ کا پیشوا بنا دیا، غلام کہے جانے والے بلالؓ سردار مومنین بن گئے دنیا نے وہ انقلاب عظیم دیکھا کہ حیرت زدہ رہ گئی، بیمار دمیں نہ یہ کہ شفایاب ہوئیں بلکہ مسیحائے دوراں بن گئیں، زمین کی پستیوں نے عرش کی بلندیوں کو چھو لیا، ارشادات رسول برحق کو حدیث قدسی

کامعتبر نام دیا گیا، کائنات ہستی میں ایمان وعرفان کی ایسی شمعیں جگمگائیں کہ ساری دنیا بقعۂ نور بن گئی۔

نبی رحمت نے پست وبلند اعلیٰ وادنیٰ کی تفریق ختم کردی باطل خداؤں کی حکمرانی ختم ہوئی، صنم خانہ کعبۃ اللہ کی حیثیت سے پہچانا گیا۔ اسلام سلامتی کا پیغام لے کر ساری دنیا میں پھیل گیا، اس وسعت اور ہمہ گیریت کی بنا پر ضروری تھا کہ ہر جگہ عاشقان مصطفیٰ اور پیروان رحمت کبریا شریعت اور سیرت مصطفیٰ کی ترجمانی کے لئے موجود ہوں، اسی لئے میرے آقا و مولیٰ غیب بیں خدا آشنا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کی پیروی کروگے منزل پر پہونچ جاؤگے"۔ اس دور میں موسمی حالات اور جغرافیائی کیفیات کی بنا پر دو تہائی رات گزرنے کے بعد منزل کی طرف سرگرم سفر ہوجاتے تھے اور دھوپ کی تمازت کے ساتھ ہی قافلے قیام کرتے تھے، اس دور میں سمتوں کا تعین ستاروں کو دیکھ کر کیا جاتا تھا اور سفر کرنے والے قافلے ستاروں کی رہنمائی میں اپنی منزل پر پہونچتے تھے، مخبر صادق نے اپنے غلاموں کو ستاروں سے تشبیہ دیکر یہی بات سمجھائی ہے"۔

ایک بار آپ نے ارشاد فرمایا کہ "میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے مثل ہیں" یہ ہو کہ خاتم نبوت کی تشریف آوری کے بعد نبیوں اور رسولوں کی آمد کا سلسلہ منقطع ہوچکا تھا۔

اس لئے اللہ کے رسول نے تبلیغ دین اور ہدایت کے لئے علماء امت کو یہ اعزاز عنایت فرمایا ہے، ظاہری تعلیم و ہدایت کے ساتھ ہی آپ نے باطنی علم و عرفان کے لئے اپنے ایک جانثار و جانشین کے لئے ارشاد فرمایا کہ "میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں"۔

معلم کائنات کی یہ حدیث مبارکہ اس جانب رہنمائی کر رہی تھی علم معرفت حاصل کرنے کے لئے مولائے کائنات حضرت علیؓ سے رابطہ ضروری ہے اسی لئے صوفیائے کرام کے تمام سلسلے حضرت علی کرم اللہ و سے ملتے ہیں اسی چشمۂ رحمت سے دریائے معرفت جاری ہوا ہے۔

اسلام کی اشاعت کے لئے ابتدائی دور سے تین گروہ سرگرم عمل رہے پہلا گروہ صوفیا کا ہے جسکی نمائندگی اصحاب صفہ کرتے تھے، جنہوں نے اپنی متبرک زندگیوں کو فروغ دین کے لئے وقف کر دیا تھا، جو مسجد نبوی میں تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ کی عملی مثال بنکر اپنی زندگی کا مقدس فریضہ انجام دیتے تھے۔ جنہیں دنیاوی جاہ و حشمت اور دولت و ثروت سے کوئی تعلق نہ تھا، انکی زندگیاں صرف اشاعت حق اور اطاعت محبوب حق کے لئے وقف تھیں، دوسرا گروہ مجاہدین حق کا تھا جو کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تبلیغ تلوار کے قلم اور خون کی سرخی سے کرتے تھے، جنکی مقدس زندگیوں کی معراج شہادت تھی، یہ مجاہدین اپنی قربانیوں سے زمین تیار کرتے تھے جن پر علمائے دین ایمان کی کھیتی کر کے فصلیں تیار

کرتے تھے۔ مبلغین اسلام کا تیسرا گروہ علماء کا ہے، اس گروہ کو پرسکون ماحول کی ضرورت ہوتی ہے گروہ علماء فصل کو کاٹنے کے بعد حاصل شدہ سرمائے کو برتنے اور رکھنے کے آداب سکھاتا ہے تاکہ محنت سے کمائی ہوئی دولت بد احتیاطی سے ضائع نہ ہوسکے

• • •

Scanned with CamScanner

# ہندوستان میں اسلام کی آمد

جانب ہند جو طیبہ سے ہوا آتی ہے
نکہت گیسوئے محبوب خدا لاتی ہے۔

ہندوستان دنیا کے نقشے پر وہ واحد ملک ہے جسکی جانب سے آنے والی ہواؤں کو رحمت اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف قبولیت بخشا ہے اور فرحت محسوس کی ہے۔
ہندوستان سے عربوں کا تعلق نہایت قدیم ہے وہ ظہور اسلام سے پہلے تجارت کی غرض سے ہندوستان کے جنوبی ساحلوں پر آتے رہتے تھے اور مالدیپ، کیرالا کے ساحلی جزیروں پر آباد ہو جاتے یہ آمد و رفت کا سلسلہ جاری تھا کہ انہیں طلوع اسلام کی خبر ملی جنوبی ہند کی تاریخ کی روشنی میں چند صحابی رسول اکرم بھی تبلیغ دین کے لئے یہاں تشریف لائے اور اسی سرزمین کو آخری آرام گاہ بنالیا انکی سیرت اور کردار سے متاثر ہو کر ہزاروں لوگوں نے اسلام قبول کر لیا، حجاج بن یوسف گورنر کوفہ کے بھتیجے محمد بن قاسم نے سندھ کے خود سر اور ظالم راجہ سے مظلوم مسلمانوں کا انتقام لینے کے لئے سندھ پر حملہ کیا۔ جس میں راجہ داہر مارا گیا اور پہلی مسلم ریاست کی بنیاد پڑی، سندھ

Scanned with CamScanner

کے عوام جو صدیوں سے جبر و استبداد کے شکار تھے، انہوں نے جب فاتح افواج کا سلوک دیکھا تو وہ ان کے گرویدہ ہو گئے اور انہوں نے درخواست کی ہے کہ آپ لوگ یہاں حاکم کی حیثیت سے قیام کریں۔ حالات نے محمد بن قاسم کو سندھ میں قیام نہ کرنے دیا لیکن جو نقوش انہوں نے قلیل وقفے میں چھوڑ دیئے تھے وہ کبھی مٹائے نہ جا سکے

سلطان محمد غوری اور سلطان محمود غزنوی کے حملوں نے ملوکیت میں اضافہ ضرور کیا لیکن ان کی بہادر افواج دلوں کو فتح نہ کر سکیں۔

سلطان شہاب الدین محمد غوری دہلی پر حملہ کرنے کے بعد واپس اپنے دارالحکومت غزنی جا رہے تھے تو انہیں درۂ خیبر میں ایک نوجوان مرد مومن، خدا آگاہ درویش نظر آئے جو سینے پر قرآن کریم حائل کئے ہوئے مصلیٰ بغل میں دبائے محو سفر نظر آئے۔

سلطان محمد غوری نے پوچھا۔ نوجوان کدھر کا قصد ہے؟

انہوں نے جواب دیا ہندوستان۔ محمد غوری نے کہا کہ وہاں اکیلے جانا مناسب نہیں ہے۔ میں اتنی فوجوں کے ساتھ مسلسل حملے کر رہا ہوں لیکن ابھی مقصد میں کامیاب نہیں ہوا۔

نوجوان مسافر نے کہا کہ محمد غوری تم جس چیز کو فتح کرنا چاہتے ہو اس کے لئے تمہیں فوج اور ساز و سامان کی ضرورت ہے۔ لیکن میں جس شئے کو فتح کرنے جا رہا ہوں اس کے لئے قرآن کریم کافی ہے۔

درۂ خیبر سے ہندوستان تشریف لانے والے یہ نوجوان بعد میں

سلطان ہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے نام سے مشہور ہوئے خواجہ عثمان ہارونیؒ کے خلیفہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ہندوستان اشاعت اسلام کے لئے تشریف لائے، انہوں نے اپنی سیرت کی روشنی سے کفرستان میں نور ایمان پھیلا دیا۔

خواجہ بزرگ کے علاوہ شاہ سمنان مخدوم سید جہانگیر اشرف سلطان محمود غزنوی کے بھانجے سید سالار مسعود غازی، حضرت خامس رومی شیخ سارنگؒ اور دیگر اکابرین اولیاء اللہ نے ہندوستان آکر نصرت دین متین کے لئے اپنی حیات مبارکہ کو مثالی شکل میں پیش کیا۔ اگر ہندوستان میں اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کی تحریکیں کامیاب نہ ہوتیں تو آج ہندوستان میں اسلام کو یہ عظمت حاصل نہ ہوتی۔ حضرت بختیار کاکیؒ، بابا فریدالدین گنج شکرؒ، علاءالدین صابر کلیریؒ، حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت تاج الدین ناگپوری، حضرت سلطان باہو، حضرت زکریا ملتانی، حضرت شیخ سلیم چشتی، حضرت قطب مدارؒ، حضرت شاہ مینا، حضرت فضل رحمٰن جیسے اولیائے کاملین نے ہندوستان کو رشد و ہدایت کا راستہ دکھایا ہے۔

# طریقہ تبلیغ

موسم، آب و ہوا، مرض کی نوعیت اور مریض کی فطرت اور حیثیت

کے مطابق علاج تجویز کیا جاتا ہے، ایک ہی بیماری میں ہوشمند معالج الگ الگ دوائیں اور پرہیز تجویز کرتے ہیں، علم طب سے ناآشنا کوئی شخص بھی اس بات پر آسانی سے معترض ہو سکتا ہے کہ اس بیماری کا علاج ایک شخص کو کچھ بتایا اور دوسرے کو کچھ اور۔
شدید بخار کی حالت میں برف مریض کے لئے نقصان دہ چیز ہے لیکن وہی برف تھیلی میں رکھ کر مریض کے ماتھے پر رکھی جاتی ہے تاکہ بخار کی شدت سے دماغ کی رگیں نہ پھٹنے پائیں اور مریض کی جان بچ سکے، برف کے داخلی اور خارجی استعمال سے اور اس کی خوبیوں اور خامیوں سے وہی شخص واقف ہو سکتا ہے، جس نے اس علم کو حاصل کیا ہے، اگر ہر موقع پر برف سر پر رکھ دی جائے تو وہی کام پہنچانے والی چیز نقصان دہ ثابت ہو گی۔
ہندوستان اپنی مخصوص آب وہوا، رسم رواج، عقائد و نظریات اور معاشرے کی تقسیم کے لئے امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔
اس سرزمین پر صدیوں سے علم وفن کے چراغ روشن ہیں، روحانیت اور عبادت وریاضت کے لئے یہ ملک اپنی جگہ خود ایک سرزمین عقیدت رہا ہے اس لئے ہندوستان میں کسی نئے مذہب اور متضاد نظریات کو پھیلانا اور ان کو تسلیم کرانا کوئی آسان کام نہیں تھا۔
جانشینان مصطفیٰ یعنی اولیاء اللہ نے ہندوستان کے مزاج کے اعتبار سے طریقہ تبلیغ اختیار کیا۔ خانقاہی نظام قائم کیا

تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا، ذکر اور فکر کی محفلیں منعقد کیں بیعت اور خلافت کے سلسل کو قائم کیا، صدیوں کی انتھک جانفشانی کے بعد ہندوستان اسلام کا دوسرا سب سے بڑا افرادی ملک بن سکا ہے اولیاء اللہ کی مشن کی کامیابی نے علماء کے لئے راستہ ہموار کیا ہے اور شریعت پر عمل درآمد کا فریضہ انجام دیا جا سکا ہے۔ شریعت اور طریقت کے تعاون اور توازن سے عشق الٰہی اور مودت محبوب رب کے ایسے سدا بہار پھول کھلے ہیں جن سے علم و عرفان اور ایمان کے گلشن مہک رہے ہیں۔

علمائے ربانی میں اعلیٰحضرت، عظیم البرکت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلویؒ، حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ، حضرت مولانا سید محمد ہدایت رسول قادری لکھنویؒ، حضرت مولانا عبدالحی صاحب محدث دہلوی، حضرت مولانا سید محمد کچھوچھوی، حضرت مولانا عبدالعزیز مبارکپوری، حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب اور علمائے فرنگی محل لکھنؤ، خانوادہ مارہرہ شریف اور ان سے متعلق مراکز میں شریعت وطریقت اور عشق و محبت کی وہ نورانی شمعیں آج بھی روشن ہیں جن سے کائنات علم و عرفاں تابندہ ہے۔

بزرگان دین اور اولیائے کاملین کے اسی گلدستے کے ایک تر و تازہ اور سدا بہار گلاب کے نام سیدنا مرشدنا حاجی حافظ وارث علی شاہؒ ہیں جن کی نکہت سے مشام جاں اور روح ایمان

معطر ہے۔

جن کا ذکر رحمت سرزمین طیبہ سے
بخش و عنایت کا ہی وہ سلسلہ وارثؒ (حیات وارثی)

# حاجی وارث علی شاہ

ساری دنیا آج تک ہے عرق صدہائے جمال
مدتیں گذریں کہ چمکا تھا ستارہ نور کا۔

مرشد کامل حضرت سیدنا حاجی وارث علی شاہ کے جد اعلیٰ سید اشرف الدین ابو طالب نیشا پور سے ترک وطن کر کے ہندوستان تشریف لائے اور کنتور ضلع بارہ بنکی میں قیام فرمایا۔

آپ صحیح النسب، سادات کاظمی ہیں، آپ کا نسبی سلسلہ مولائے کائنات حضرت سیدنا علی مرتضیٰ تک پہونچتا ہے۔

آپکے والد محترم حضرت سید قربان علی شاہ ہیں اور والدہ محترمہ کا اسم گرامی سیدہ بی بی سکینہ عرف چاند بی صاحبہ ہے۔

انہیں بزرگ محترم والدین کے دامن شفقت میں ایسے سعید و عظیم بچے کی پرورش ہوئی جس کی توجہ سے بیشمار لوگوں کو صراط مستقیم اور رابطہ رب کریم حاصل ہوا۔

# نسبی شجرہ طیبہ

نبوتوں، خلافتوں، ولایتوں کا سلسلہ
یہ سلسلہ ہے مصطفیٰؐ کی عظمتوں کا سلسلہ

۱۔ مقصد حیات کائنات، مرکز بخشش جہاں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ خاتون جنت فاطمہ زہراؓ
۳۔ مولائے کائنات علی مرتضیٰؓ
۴۔ سیدنا امام حسین شہید کربلاؓ
۵۔ سیدنا امام زین العابدینؓ
۶۔ سیدنا امام باقرؓ
۷۔ سیدنا امام جعفر صادقؓ
۸۔ سیدنا موسیٰ کاظمؓ
۹۔ سیدنا قاسم حمزہؒ
۱۰۔ سیدنا علی رضاؒ
۱۱۔ سیدنا محمد مہدیؒ
۱۲۔ سید محمد جعفرؒ
۱۳۔ سید ابو محمد شاہؒ
۱۴۔ سید علی عسکریؒ
۱۵۔ سید ابو القاسمؒ
۱۶۔ سید محمد دق شاہؒ
۱۷۔ سید اشرف ابی طالبؒ
۱۸۔ سید عزیز الدینؒ
۱۹۔ سید علاء الدین اعلیٰ بزرگؒ
۲۰۔ سید عبدالآ دشاہؒ
۲۱۔ سید عبدالواحد شاہؒ
۲۲۔ سید عمر شاہؒ
۲۳۔ سید زین العابدین شاہؒ
۲۴۔ سید عمر نور شاہؒ
۲۵۔ سید عبدالاحد شاہؒ
۲۶۔ سید میران سید احمد شاہؒ
۲۷۔ سید کرم اللہ شاہؒ
۲۸۔ سید کرامت علی شاہؒ
۲۹۔ سید حلیم قربان علی شاہؒ
۳۰۔ سیدنا حاجی وارث علی شاہؒ

Scanned with CamScanner

آپ کی ولادت باسعادت سے قبل اس وقت کے اولیائے کاملین اور بزرگان صادقین نے آپ کی تشریف آوری کی بشارت دی ہے اور تشنگان معرفت کی رہنمائی کی ہے کہ اسکے فیض بے پایاں سے دامن مراد کو بھریں اور سعادت عظمیٰ حاصل کریں، آپ کے جد امجد میران سید احمد شاہؒ جو خدا رسیدہ اور حق آگاہ بزرگ تھے۔ ایک روز احباب کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے ذکر حق میں مصروف تھے کہ ایک درویش کا ادھر سے گزر ہوا اس عارف باللہ نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا، خدا کے پاک و برتر نے آپ کی پیشانی کو اس نور سے مزین کیا اور دنیا کو اس نور سے روشن کیا آپ کو بشارت کے طور پر مبارک ہو۔"

درویش کے جواب میں سید میران شاہ نے فرمایا، حق تعالیٰ مجھے ایک فرزند عطا فرمائے گا، جو میری پشت میں ظاہر ہوگا۔

حضرت میران سید احمد شاہ کا سن ولادت ۱۱۲۸ھ ہے

حضرت شاہ نجات اللہؒ ساکن قصبہ کرسی ضلع بارہ بنکی پیر طریقت حضرت شاہ خادم علیؒ دیوہ شریف کی طرف سینہ کھول کر فرماتے تھے کہ "اس آفتاب کی روشنی سے سینہ بھرتا ہوں جواب برآمد ہوا اچھا جاؤ"

ان کے علاوہ بے شمار بندگان خدا رسیدہ کی بشارتیں اس جانب اشارہ تھیں کہ سرکار وارث پاک کو رشد و ہدایت اور دین مصطفیٰ کی سربلندی و حمایت کے لئے پروردگار عالم نے روز ازل ہی منتخب

کر لیا تھا، اور آپ کی ولایت مبارک کسبی نہیں بلکہ نسبی ہے۔

آخر زمانۂ انتظار ختم ہوا، میکشانِ طریقت اور ملا لیانِ حقیقت کی خوش بختی کا ستارہ عروج پر آیا۔

گلزارِ حنفیت اور چمن ولایت میں ایک تر و تازہ خوش رنگ نورِ نکہت سے ہم آہنگ گلاب کھلا، روئے کائنات اور عارضِ حیات شگفتگی اور شادابی سے ہمکنار ہوا، محفلِ انسانیت اور شبستانِ فطرت چراغاں سے زرنگار ہوا۔ شادمانی اور کامرانی نے نغمۂ تہنیت سنائے۔ فضا حمد و نعت کے ترانوں سے گونج اٹھی کہ خدا کے پیغام اور رحمت کونین ؐ کی سیرت کا ترجمان تشریف لایا۔

رمضان المبارک کا مقدس، متبرک اور پاکیزہ مہینہ، سعید و مبارک ۱۱ رتاریخ ۱۲۳۸ھ کو آپنے سرزمین دیوہ ضلع بارہ بنکی کو آمد سے نوازا۔

حاجی وارث علی شاہؒ نے پورے رمضان المبارک کے مہینے میں دن کے وقت شیر مادر نوش نہیں فرمایا، اس طرح آغوش مادری میں آپنے اپنی ولایت اور دنیائے طریقت میں شہنشاہیت کا اعلان فرما دیا تھا، اس اعلان کی تائید میں آپ کی والدہ محترمہ ہمیشہ باوضو ہو کر آپ کو دودھ پلاتی تھیں۔

Scanned with CamScanner

# بچپن

حاجی وارث علی شاہ کی حیات مبارکہ کا ہر گوشہ اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جگمگا رہا ہے۔ آپ کم عمری میں بھی دوسرے عام بچوں کی طرح کھیل کود میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے تھے اور فطری رجحان عبادت کی جانب تھا۔ آپ اپنے تمام ہم عمر اور ہم عصر بچوں سے ممتاز اور سربلند نظر آتے تھے، آپ کی ولایت بچپن ہی میں ظاہر ہو چکی تھی۔ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نسبت بھی قائم رہی کہ آپ کے والدین کا وصال آپ کی کم عمری میں ہو گیا تھا۔ آپ کی پرورش اور نگہداشت کی ذمہ داریاں آپ کی دادی صاحبہ نے سنبھالیں۔

پانچ سال کی عمر میں تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا اور سات سال کی کم عمر میں آپنے قرآن پاک حفظ کر لیا آپکے معلم بھی آپ کی خداداد صلاحیت سے متحیر تھے۔ آپ اپنے ہم مکتب اور ہم عمر بچوں کو عشق خداوندی کی تعلیم دیتے۔ جود و سخا اور لطف و عطا کا سلسلہ بھی اسی عمر سے جاری ہو گیا تھا۔ بچوں کو شیرینی تقسیم کرنے اور سوال کرنے والے کو کبھی خالی ہاتھ واپس نہ جانے دیتے۔

آپ اکثر آبادی سے باہر نکل جاتے تھے اسی لئے آپکی دادی صاحبہ نے آپ کو ایک بار کوٹھری میں بند کر کے باہر سے کنجی لگا دی، تاکہ

آپ باہر نہ نکل سکیں، کچھ دیر کے بعد جب کوٹھری کھول گئی، تو آپ وہاں موجود نہ تھے، تلاش کے بعد آپ ایک باغ میں ملے اس دن سے دادی محترمہ نے آپ پر کوئی پابندی عائد نہیں کی، اسی طرح ایک بار آپ گاؤں کے باہر گھوم رہے تھے کہ ایک بھیڑیا سامنے آگیا، آپ نے اس کے کان پکڑ لیے۔

دور سے ایک کاشتکار چلایا کہ مٹھن میاں یہ بھیڑیا ہے" آپنے اس کے کان چھوڑ دیئے، بھیڑیا قدموں کو چوم کر واپس چلا گیا، سرکار نے فرمایا، جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے اسے کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا، سرکار وارث پاک نے اپنے اس قول پر ساری زندگی عمل کر کے قول و عمل کا عملی مظاہرہ فرمایا ہے۔

دادی صاحبہ کے وصال کے بعد آپ اپنے حقیقی بہنوئی اور ولی کامل حضرت حاجی خادم علی شاہ کے ہمراہ لکھنؤ تشریف لے آئے لکھنؤ میں بھی تعلیمی مشاغل جاری رہے، آپکی ظاہری اور باطنی تعلیم میں حضرت سید خادم علی شاہ کا اہم حصہ ہے۔

حضرت خادم علی شاہؒ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے ارشد تلامذہ میں شمار کئے جاتے تھے، ان کے علاوہ حضرت بلند شاہؒ سے بھی چند کتابیں حاجی صاحب نے پڑھی ہیں۔

آپنے بارہ سال کی عمر شریف میں علوم ظاہری اور عرفان پر مکمل دسترس حاصل کر لی تھی۔

# بیعت وخلافت

حصول علم ظاہری کے بعد آپ گوشہ نشینی پسند فرمانے لگے تھے ، اکثر آبادی سے دور نکل جاتے اور عبادت و ریاضت اور مجاہدہ نفس میں مصروف رہتے ۔

حضرت خادم علی شاہؒ نے آپ کے مشاغل کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ کو سلسلۂ قادریہ میں داخل کر کے بیعت سے نوازا اور خلافت سے بھی سرفراز کیا حضرت خادم علی شاہؒ نے ۱۱ صفر المظفر ۱۲۵۳ھ کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف سفر اختیار فرمایا ۔ آپ کے وصال کے بعد تیسرے دن ۱۴ صفر ۱۲۵۳ھ کو فاتحہ کے بعد خلافت کا سوال پیدا ہوا حاجی غلام حسین صاحبؒ سیدنا خادم علی شاہؒ سے اپنی نسبت اور قربت کی بنا پر خود اپنے آپ کو اس منصب وفضیلت کا مستحق سمجھتے تھے اس کا اظہار بھی کر چکے تھے ، مولوی من جان صاحب ایک خوبصورت کشتی میں دستار رکھ کے جلسے میں آئے اور کہا کہ جسکو اس دستار کا اہل اور حقدار سمجھا جائے اس سعادت سے اسی کو نوازا جائے ۔ محفل میں بحث ہونے لگی ، اس وقت سید سعادت علی ابن سید محقق بن حضرت غوث گوالیاری اپنی جگہ سے اٹھے ، اور مرشدی حاجی وارث علی شاہ کا دست اقدس اپنے ہاتھ میں لیکر

کہا "میرے نزدیک اس مرتبۂ جلیلہ اور سعادت عظمیٰ پر فائز ہونے کے سب سے زیادہ اہل اور مستحق یہی ہیں"

حضرت مولانا عارف باللہ، مولانا محمد اکبر شاہؒ اور مولانا امید علی نے تائید کی۔ حاضرین نے سر تسلیم خم کر دیا اور حق بر حق دار رسید کے مصداق وہ دستار فضیلت سرکار وارث نے قبول کی

اسی تقریب میں سرکار کے ایک ہم مکتب اور رفیق شیخ غلام علی عرف گھسیٹے میاں رئیس دیوہ بھی اپنے والد کے ہمراہ شریک تھے دستار بندی کے بعد آپ نے سرکار سے کہا کہ کباب کھانے کو جی چاہتا ہے سرکار نے چار پیسے کے کباب لئے اور دوست کی خواہش پوری کردی، کباب والے نے پیسے مانگے، آپ نے فرمایا "پیسے تو نہیں ہیں" اس نے کہا معاوضہ میں دستار دیدیجئے، آپ نے نہایت قیمتی دستار جان محمد کبابچی ساکن باورچی ٹولہ لکھنؤ کو عنایت فرما دی، وہ اس نعمت عظمیٰ اور سایۂ تکریم پاکر خوش ہوا، یہ دستار مبارک اس خاندان میں ان کے صاحبزادے سلطان محمد کے پاس ۱۸۸۰ء تک محفوظ رہی بعد میں کسی عقیدت مند نے کافی روپیہ دے کر حاصل کرلی۔

وارث عالم پناہؒ کے دل میں متاع زر و جواہر و دولت دنیاوی کی جانب بے رغبتی اور لاتعلق عہد طفولیت سے تھی۔

حضور وارث پاک نے ۱۴ سال کی عمر شریف سے بیعت فرما کر

کا سلسلہ جاری فرما دیا تھا، حافظ گلاب شاہ ربانیؒ اکبرآبادی مولوی وزیر علیؒ، مرزا محمد بیگ شیدا، میاں شیخ احمد علیؒ اور بہت سے لوگ اسی کم عمری میں سرکار کے دامن کرم سے وابستہ ہوئے اور منزل مراد کو پہونچے

# زیارتِ حرمین

جب آ گیا ہے تصور میں کعبۂ ایماں
خیال ذہن سے احرام باندھ کر نکلا

---

پندرہ سال کی عمر میں آپ نے حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ظاہر فرمایا، جب آپ کے روبرو مدینہ منورہ کا تذکرہ آتا تو آپ بے خود سرشار ہوجاتے سرکار دوازدہ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ کو اپنے جد اعلیٰ کی بارگاہ عالی میں حاضری کے لئے عازم سفر ہوئے، مختلف مقامات پر قیام کرتے ہوئے دربار سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری میں پہونچے، زمانۂ عرس تھا آستانہ مبارک کا طواف کیا، فاتحہ خوانی کے بعد محفل سماع میں تشریف لے گئے، محفل سماع میں جو کیفیت طاری ہوئی۔ اسکی وجہ سے پوری محفل سرشار بے خود ہوگئی، پورے اجمیر میں آپ کا

ذکر پھیل گیا، بہت سے طالبانِ طریقت نے شرف وابستگی حاصل کی
اجمیر شریف سے مختلف قطعات پر ہوتے ہوئے بمبئی تشریف لے
گئے تو، پندرہ دن قیام فرمانے کے بعد ایک نامور تاجر سیٹھ یعقوب
صاحب، یوسف زکریا صاحب کو بیعت سے مشرف کیا، بمبئی سے
جہاز میں سوار ہو کر عازم جدہ ہوئے۔

راستے میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا، چونکہ سرکار توکلت علی اللہ
کی مکمل تفسیر تھے، اس لئے اپنے ہمراہ خورد ونوش یا مال و اسباب
نہیں رکھتے تھے، اسی لئے اکثر کئی کئی دن بغیر غذا کے گذر جاتے تھے
اور آپ روزے پر روزہ رکھ لیتے تھے، سفر کے درمیان آپ نے سات
روز تک پانی کے علاوہ کچھ نوش نہیں فرمایا، جہاز چلتے چلتے ایکدم
رک گیا کوششوں کے باوجود آگے نہیں بڑھ سکا، اسی جہاز میں
ایک دیندار صالح تاجر محمد ضیاء الدین بھی عازم حج تھے، ان کا
بخت خفتہ بیدار ہوا، اور ستارۂ اقبال بلندی پر آیا انہوں نے
عالم خواب میں مخبر صادق رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
آپ نے ارشاد فرمایا "تو کھاتا ہے اور تیرا پڑوسی بھوکا ہے"!

خواب سے بیدار ہو کر ضیاء الدین صاحب نے تمام لوگوں کی
دعوت کا اہتمام کیا اس کے بعد یہ دیکھنے کے لئے کہ کوئی مسافر
باقی تو نہیں رہ گیا، جہاز میں گھومنا شروع کیا، ایک جگہ انہیں
وارث پاک کی زیارت ہوئی، آپ عبادت و مجاہدہ میں مصروف تھے

Scanned with CamScanner

ضیاءالدین دوڑ کر قدموں پر گر پڑے اور کھانا تناول فرمانے کی درخواست کی آپ نے چند لقمے تناول کئے تو جہاز منزل کیجانب گامزن ہو گیا۔

جس وقت جہاز یمن کے ساحل پر پہونچا تو آپ جہاز سے اتر گئے اور نادیدہ عاشق رسول اور صحابی مقبول حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مزار کی جانب پاپیادہ روانہ ہوگئے۔ اس کے بعد پیدل ہی جدہ پہونچے۔ ۲۹ رشعبان المعظم ۱۲۵۴ ہجری کو حاجی صاحب حدود بیت اللہ میں باریاب ہوئے اور تین ماہ قیام کرکے حج کے فرائض سے سبکدوش ہوئے پھر بارگاہ سرکار ابد قرار محبوب پروردگار سید ابرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دی۔ تین ماہ مدینہ منورہ میں قیام فرمایا، قاسم دوجہاں سے اجازت مرحمت ہونے کے بعد نجف اشرف کربلائے معلی مشہد بغداد ہوتے ہوئے اور بزرگان سلف سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہوئے دوبارہ دیار رحمت واپس آگئے اور دوبارہ حج کی سعادت حاصل کی۔

سرکار وارث پاک نے کتنے حج کئے ہیں ان کی تعداد میں اختلاف رائے ہے، بعض بزرگوں نے سترہ اور بعض نے بارہ بیان کئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب، سرکار نے خود اس سلسلے میں سکوت اختیار فرمایا ہے۔

سرکار کے فیضانِ کرم سے صرف ہندوستان ہی نہیں
فیضیاب ہوا ہے بلکہ ایشیاء کے علاوہ یورپ اور دوسرے براعظم
بھی آپ کی ذات سے مشرف ہوئے ہیں، آپ نے ۱۲ سال مسلسل سفر
فرمایا ہے اور دنیا کے بیشتر ممالک کو دعوت وحدانیت رسالت
پیش کی ہے، اس سیاحت کے درمیان ترکی کے سلطان عبدالحمید
بھی سرکار کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور بیشمار ترکوں
نے بخود وابستگی حاصل کیا، جرمن اور فرانس میں بھی سرکار کا سلسلہ
جاری ہوا، اکثر سیاحوں نے بیان کیا ہے کہ دور دراز مقامات
اور مشکل گذار جنگلوں اور پہاڑوں میں بھی احرام پوش وارثی فقیر
نظر آتے ہیں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی جانب سفر کے درمیان یہ واقعہ
پیش آیا کہ راستے میں ایک بزرگ نظر آئے اور آپ سے معانقہ کیا
پھر زانوئے مبارک پر سر رکھ کر واصل حق ہو گئے اور جو امانتیں انکے
پاس تھیں انہیں سونپ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔

آپ نے پیدل اور مختلف ذرائع سے اتنا سفر کیا ہے کہ اس کی
تفصیلات کا علم ناممکن ہے پھر آپ نے زیادہ تر واقعات کو صیغۂ راز میں
رکھا ہے آپ شہرت اور نمائش سے ہمیشہ بیزاری کا اظہار فرماتے
ارشادِ گرامی ہے "عشق نمائش سے بالاتر ہے، اس کیلئے کسی
سازوسامان کی ضرورت نہیں"

اسی لئے آپ کے سفر کی تفصیلات سے لوگ لاعلم رہے ہیں، چونکہ عشق

اور مشک کو پوشیدہ رکھنا ممکن نہیں ہے، اس لئے مخلوق خدا خود ہی متوجہ ہو جاتی ہے، اور حسب توفیق الٰہی ہدایت و معرفت حاصل کرتی ہے

# کراماتِ ہدایت

ان کے قبضے میں نظام گردشِ ایام ہے
وہ سحر کہہ دیں سحر ہے شام کہہ دیں شام ہے
حیاتؔ وارثی

ایمانی اور اسلامی نقطۂ نظر سے اتباعِ شریعت پیروی سنت سب سے بڑی کرامت ہے، سرکار وارث پاکؒ کی پوری حیات مبارکہ اور اس کا ایک ایک لمحہ دین محمدیؐ اور پیغام ابدی کی تبلیغ واشاعت میں بسر ہوا ہے۔ آپ کی نگاہ رحمت اور بیکراں محبت وشفقت نے ان گنت لوگوں کو دامنِ اسلام سے وابستگی کا شرف بخشا ہے، اور بھٹکنے والے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا ہے، اخوت ومحبت کی ایک ایسی فضا قائم کی ہے جس سے شکوک وشبہات اور نفرت وکدورت کے جذبات ختم ہو گئے ہیں، پروردگار عالم نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو معجزات کی صفت منفرد سے اس لئے نوازا ہے تاکہ

عقلی دلیل مانگنے والے شعوری سطح پر حیرت زدہ ہوسکیں اور ان کے سامنے انکار کا کوئی راستہ نہ ہو۔

نبی آخرالزماں صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد سلسلہ نبوت و رسالت ختم ہوا۔ معجزہ چونکہ صفت انبیاء ہے اسلئے امت محمدیہ کے امتیاز اور اعزاز کے لئے اولیاء اللہ کو کرامات سے فیضیاب کیا گیا تاکہ مادہ پرست لوگوں کو ان کے شکوک کا جواب دیا جاسکے اور اس خبر سے عقل انسانی عاجز ہے۔

معجزات اور کرامات بیان کرنے کا واحد مقصد یہی ہے کہ ان ماورائے عقل واقعات سے خردمندوں کو ثبوت حق فراہم کیا جائے اور وہ بھی صراط مستقیم اختیار کرسکیں۔

مرشد برحق کی کرامات اور عنایات کا تذکرہ کرنے سے پہلے میں خود اپنا ذاتی واقعہ بیان کررہا ہوں۔

۱۹۵۱ء کا واقعہ ہے میں معاشی طور پر پریشان ہوکر ملک چھوڑنا چاہتا تھا، پاسپورٹ وغیرہ تیار کرا کے اپنی رفیق حیات زبیدہ شبنم کے ہمراہ آستانہ عالیہ پر سلام کرنے اور رخصت لینے کی غرض سے گیا۔ فاتحہ پڑھتے پڑھتے رقت طاری ہوگئی، میں نے عرض کیا حضور مجبوراً ہندوستان چھوڑ رہا ہوں معلوم نہیں پھر حاضری کا شرف ملے یا نہ ملے، کاش یہیں کوئی انتظام ہوجاتا، حاضری دے کر آستانہ عالیہ سے باہر نکلا ہی تھا کہ السلام علیکم کی آواز سنائی دی، میں

جواب دیا، سلام کرنے والے صاحب نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ مجھے معین الدین وارثی کہتے ہیں، فیروز آباد میں ایک مشاعرہ میں بلانا چاہتا ہوں۔

میں نے کہا کہ میں پاکستان جارہا ہوں، انھوں نے حیرت سے پوچھا کہ کیوں؟ جواب دیا۔ تلاش معاش کے لیے۔

معین صاحب بولے کہ اگر یہاں کوئی انتظام ہوجائے تو! میں نے کہا کہ پھر دیار حبیب چھوڑنے کی ضرورت نہ رہ جائے گی۔

معین وارثی صاحب نے کچھ روپے نکال کر دیئے اور کہا کہ بھابھی کو گھر پہونچا کر فیروز آباد پہونچ جاؤ اور وارثی اینڈ کو کے منیجر کی حیثیت سے کام شروع کردو۔ ان سے وعدہ کرکے پھر آستانۂ اقدس پر واپس آگیا اور اس فوری نوازش کے لیے قدم بوس ہوگیا۔

سرکار نے درخواست کو سند قبولیت دیکر فیروز آباد کی نوکری کا بہانہ بنادیا وہ نوکری میں ایک سال بھی نہ کرسکا، لیکن پھر کبھی ملک سے باہر جانے کا تصور نہیں پیدا ہوا، سرکار کے بے پایاں انعامات نے شاہراہ حیات پر ہردم رہنمائی اور مشکل کشائی کی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ سرکار کی توجہ اور چشم عنایت کو سرخرو رہونگا

رہگذار دنیا سے منزل قیادت تک
اے حیات لب پہ ہو بس صدائے یا وارث

میں نے اس کتاب "حاجی وارث علی شاہ" کی ترتیب میں حیات وارث "مشکوٰۃ حقانیہ" "ضیاء الوارث" "سرکار وارث پاک اور خود اپنی کتاب "پیغام اتحاد" سے روشنی حاصل کی ہے۔

مرشدی وسیدی حاجی وارث علی شاہ کی کرامات کا اگر تفصیلی تذکرہ کیا جائے تو اس کیلئے کئی جلدیں درکار ہوں گی۔ اس لئے میں اختصار کے ساتھ چند کرامات کا تذکرہ کروں گا تاکہ سرکار کی حیات کا یہ رخ بھی روشن ہو سکے اور اس سے لوگ عرفان وفیضان حاصل کر سکیں۔

حضور ایک بار بلیح آباد ضلع لکھنؤ کے تعلقدار محمد احمد خان وارثی کے یہاں تشریف لے گئے، سرکار کے لئے عام طور پر یہ مشہور تھا کہ برہنہ پا چلنے کے بعد بھی سفید چاندنی پر پائے اقدس کے نشانات نہیں بنتے ہیں، یہ بات محمد احمد خان وارثی اور ان کے گھر کی خواتین نے بھی سن رکھی تھی، امتحان لینے کی غرض سے باہر پیغام بھجوایا کہ ہم لوگ بھی سرکار کی زیارت سے شاد کام ہونا چاہتے ہیں، خانصاحب نے سرکار میں عرض کیا کہ حضور بھیاں زیارت کی مشتاق ہیں، آپنے فرمایا ٹھیک ہے چلیں گے، خواتین نے فوراً فرش کا انتظام کرا دیا اور نہایت زرق برق چاندنی بچھوائی اور راستے میں پانی چھڑک دیا گیا سرکار تشریف لائے، نشست فرمانے کے بعد فرمایا دیکھو بھائی تمہاری چاندنی پر داغ تو نہیں لگا"

خانصاحب نے عرض کیا حضور کیا معاملہ کیا ہے، آپ نے فرمایا لڑکیاں امتحان لینا چاہتی تھیں" پھر مستورات سے مخاطب ہو کر فرمایا فقیروں کو آزماتے نہیں ہیں"

یہ واقعہ بھی ملیح آباد کا ہے، سرکار بشیر احمد خان وارثی والد محترم جوش ملیح آبادی کے گھر میں مستورات کو بیعت سے مشرف کر رہے تھے دو لڑکیاں آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے کہ بھوس اور آگ کو یکجا نہیں کرنا چاہیئے" اگر یہ فقیر ہوں گے تو عورتوں کو سامنے نہیں آنا چاہیئے بیعت لینے کے بعد آپ نے ان دونوں ملازمین کو نزدیک بلا لیا اور ان سے فرمایا کہ تم لوگ بھوس اور آگ لے آؤ وہ دونوں۔ گھبرائے لیکن تعمیل حکم کرنا ہی تھی اس لئے فوری طور پر بھوس اور آگ لے آئے، آپ نے کہا کہ اب آگ بھوس پر رکھو اور پھونکو، لیکن بھوس نے کسی طرح آگ نہیں پکڑی تو حکم دیا زور سے پھونکو، وہ حیران اور پشیمان تھے، ارشاد ہوا کہ آگ بھی ہے اور بھوس بھی لیکن دونوں ایک دوسرے سے غیر متاثر ہیں، ان کی بدگمانی شرمندگی میں بدل گئی۔

ان دونوں کرامات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ رب العزت کے ولی اور غلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مادے کی ماہیت خاصیت، فطرت اور انفرادیت کو بدل دینے پر بھی قدرت رکھتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

کیچڑ اور دھول کا سفید چادر پر اثر انداز نہ ہونا، پھونس
اور آگ کا شعلے نہ بننا اس جانب کھلی ہوئی دلیل ہے کہ قادر مطلق
نے اپنے نیک بندوں کو فطرت بدل دینے پر مقدرت عنایت کی ہے
بعض کوتاہ دل، تنگ نظر اور تاریک دماغ لوگ مخبر صادق
امین کلام حق آشنائے وحدت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
کے علم و اختیار پر گفتگو کرتے ہیں، حالانکہ یہ اختیارات تو ان کے
غلاموں کو حاصل ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا واقعہ جس سے عوام و خواص
سب واقف ہیں کہ آپ نے مسجد نبوی میں جمعہ کا خطبہ دیتے وقت ارشاد
فرمایا۔ اے ساریہ پہاڑ کے دامن میں، اس وقت حضرت ساریہ ؓ
شام کے محاذ پر مصروف جنگ تھے، منزلوں کا فاصلہ تھا، سیدنا عمر
فاروق ؓ مسجد نبوی میں تھے، ظاہر پرست یہ سوچ سکتے ہیں کہ طویل
فاصلے کے باوجود آپ نے میدان جنگ کا نقشہ کیسے ملاحظہ فرمایا، اور
کس طرح حضرت ساریہ ؓ کی رہنمائی فرمادی، پھر خلیفۃ المسلمین نے جنکو
خطاب فرمایا وہ مبارک آواز انہیں کے گوش تک پہونچی اور دوسرے
لوگ اس آواز کو نہ سن سکے، جب حضرت ساریہ ؓ واپس مدینہ منورہ
تشریف لائے تو دوسرے اصحاب ؓ نے ان سے دریافت کیا کہ ایک
جمعہ کو سیدنا امیر المومنین نے آپ کا نام لے کر کہا تھا یا ساریہ
الجبل الجبل اس کا کیا راز ہے، حضرت ساریہ ؓ نے فرمایا کہ محاذ جنگ

پر کفار کی فوجوں کا دباؤ بڑھ رہا تھا اور میں فکرمند تھا کہ اتنے میں امیر المومنین سیدنا فاروق اعظمؓ کی آواز سنائی دی کہ پہاڑ کے دامن میں، میں نے غازیانِ اسلام کو پہاڑ کے دامن میں جمع کر کے پھر حملہ کیا تو دشمن شکست کھا کر فرار ہوا۔

اس واقعہ میں وہ تمام چیزیں موجود ہیں، جسے غیب دانی کہا جا سکتا ہے کیا سیدنا فاروق اعظمؓ سے اس تاریخی اور مستند واقعہ سے کوئی صاحب ایمان انکار کر سکتا ہے۔

ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم معیار نگاہ ہے۔ اس آئینہ حقیقی میں دیکھنے والے کو وہی عکس نظر آئے گا جو اسکی نگاہ دیکھنا چاہے گی۔

نگاہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوگی تو حسن مکمل نظر آئے گا اور کوتاہ بینی ابوجہل ہوگی تو اپنا جیسا بشر دکھائی دیگا یہی وہ آئینہ ہے جس میں ہر نگاہ کا معیار موجود ہے۔

سرکار وارث پاک نے نہ جانے کتنے مادہ پرست اور ظاہر پسند لوگوں کو صراط مستقیم دکھائی ہے۔

میرے ایک دوست منشی داحمد خان محمد فرخ آبادی جو آزاد خیال اور مذہب سے لاتعلق تھے، ایک دن وہ اپنے ایک دوست کے ہمراہ دیوہ شریف گئے مقصد سیر و تفریح تھا انکے دوست جب فاتحہ خوانی کے لئے آستانہ عالیہ جانے لگے تو یہ باہر رک گئے

Scanned with CamScanner

دوست کے بلانے پر مجبور آ انہیں بھی جانا پڑا جس وقت یہ اندر داخل ہوئے تو ان پر عجب قسم کی ہیبت طاری ہوئی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے شمس فرخ آبادی راوی ہیں کہ یہ تاثرات و احساسات میرے لئے بالکل نئے تھے اور یہ کیفیت میرے لئے بالکل انوکھی تھی، دل پہلی بار انجانی لذت اور کسک سے آشنا ہوا، میں نے عرض کیا، حضور میری بہن اور بہنوئی پاکستان میں ہیں اگر میری بہن ہندوستان ملاقات کے لئے آجائیں تو میں بھی حلقہ ارادت میں داخل ہو جاؤں، چونکہ میرے بہنوئی دفاعی سروس میں منسلک ہیں اس لئے یہ امر نا ممکن تھا، میں اپنی درخواست پیش کر کے لکھنؤ واپس آگیا دوسرے دن سویرے ٹیلی گرام ملا کہ ہمشیرہ آرہی ہیں امرتسر پہنچ جاؤ۔ یہ تار ملتے ہی بیساختہ میرے منہ سے نکل گیا "یا وارث"

پیر روشن ضمیر کی توجہ اور کرم صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ ان کے آستانۂ رحمت پر جس نے دست سوال دراز کیا اسے حسب طلب مل گیا ہے۔

مولانا اختر مو ہانی وارثی راوی ہیں کہ ایک بار حافظ پیاری آگرہ گئے، وہاں بھی انہوں نے نعرہ لگایا کہ "مزہ ہے پیاری کا" تو ایک درویش جو دوسرے سلسلے کے تھے کہنے لگے کہ کہو مزہ ہے "پیارے کا" تو حافظ صاحب نے ڈانٹ کر کہا چپ رہو۔

دوسرے دن حافظ پیاری وارثی دیوہ شریف واپس چلے آئے

لیکن وہ درویش کوشش کے باوجود نہ بول سکے انکی قوت گویائی سلب ہو چکی تھی، انہوں نے سرکار وارث پاکؒ کو ایک خط لکھ کر حالات سے باخبر کر دیا، حافظ پیاریؒ جب سرکار کا ماحضر لے کر حاضر ہوتے تو سرکار نے وہ پوسٹ کارڈ نکال کر فرمایا کہ تمہارا معاملہ ہے"

حافظ پیاری نے عرض کیا کہ مزہ ہے پیاری کا "کہیں" ان درویش نے جیسے ہی مزہ ہے پیاری کا دہرانے کی کوشش کی گویائی واپس آگئی سرکار کے فیض و کرم سے انکے غلاموں کو یہ مرتبہ اور قدرت حاصل ہے یہ واقعہ میرے محلے باغ انوار کا ہے، کہ ایک نوجوان ارشد علی جسکی آنکھوں کی روشنی زائل ہو گئی۔ دیکھنے میں لگتا تھا کہ آنکھیں بالکل ٹھیک ہیں، تمام بڑے ڈاکٹروں اور طبیبوں سے مشورہ کیا گیا سب معالج حیران تھے کہ آخر بینائی زائل ہونے کا سبب کیا ہے، دعا تعویز اور علاج و معالجہ جاری تھا، گھر کے تمام افراد پریشان تھے۔ وہ نوجوان بھی بت کی طرح خاموش بیٹھا یا لیٹا رہتا تھا انکے بھائیوں کو جنکے نام برکت علی اور حیات علی ہیں، لوگوں نے مشورہ دیا کہ دیوہ شریف لے جاؤ۔

ارشد علی جیسے ہی آستانۂ عالیہ کے اندر داخل ہوا ایکدم چیخنے لگا کہ مجھے دکھائی دے رہا ہے میں اب سب کچھ دیکھ رہا ہوں، اس واقعہ کی صداقت کے ہزاروں چشم دید گواہ ہیں، ارشد علی آجکل سعودی عرب میں کام کر رہا ہے۔

ایک بار عید کے موقعہ پر بارش ہو رہی تھی، اہل قصبہ پریشان تھے کہ نماز کیسے ادا ہوگی، حضورؒ سے عرض کیا گیا آپنے آسمان کے چاروں گوشوں پر نگاہ ڈالی اور بارش رک گئی، آپکے صحن میں نماز عید ہوئی۔

اہل قصبہ کا دستور تھا کہ بعد نماز عید کنز المعرفت حضرت محمد منعم شاہؒ کے مزار شریف پر حاضری دیتے تھے، مگر نماز عید کے بعد پھر جھڑی شروع ہوگئی تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور بارش کی وجہ سے ہم لوگ بارش نہیں دے سکتے، آپنے فرمایا، اس بارش کی میعاد چار یوم ہے ہم کچھ نہیں کر سکتے، نماز ہو چکی اب اور کیا مطلب؟ ہماری منزل رضا و تسلیم ہے کچھ کہنا سننا ہمارے مشرب میں قطعی حرام ہے" عبد القادر عرف چھوٹے میاں سرکار کے چہیتے دوست تھے ان کو غصہ آگیا کہا چاقو میرے پاس ہے یا تو پانی رکوائیے یا میں ابھی اپنے کو قربان کر دونگا، سرکار روئے اور تمتما اٹھا اور فرمایا اگر پانی رک جائے تو پھر ہم سے کچھ نہ کہو گے" چھوٹے میاں نے کہا نہیں۔ پانی رک گیا اور ایسی شدید گرمی پڑی کہ ہیضہ پھیلنے لگا، چھوٹے میاں بھی ہیضہ کا شکار ہوئے، زندگی کی امید ختم ہوگئی تو رحیم شاہ وارثی نے چھوٹے میاں کی علالت کا تذکرہ کیا، آپنے فرمایا مشیت ایزدی سے لڑنا اچھا نہیں ہوتا ہے جا کر کہدو جب پانی برسے گا خود اچھے ہو جائیں گے چنانچہ دوسرے دن بارش ہوئی اور چھوٹے میاں صحت مند ہو گئے

ایک بار دیوہ شریف سے لکھنؤ پاپیادہ روانہ ہوئے، رحیم شاہ وارثی ہمراہ تھے جھنہٹ کے قریب ایک عورت پانچ چھ سال کا بچہ گود میں لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا حضور اس بچے کو نہ جانے کیا مرض ہے اچھا کر دیجئے، آپنے فرمایا ہم کیا جانیں، اس کو زمین پر پھینک دے "اس عورت نے بچے کو پھینک دیا، بچہ پیٹ کے بل زمین پر گرا اور اسے قے شروع ہوگئی اسکے بعد بچے نے آنکھیں کھول دیں اور دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا، آپنے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا کہ اس کو ہم کو دیدو بارہ برس کے بعد دیوہ لے آنا اور رحیم شاہ سے فرمایا کہ تصدیق نے کام بنایا۔

بارہ سال کے بعد وہ مجذوب ہوگیا۔ سرکار نے ملنگ شاہ خطاب عنایت کیا، کراچی میں انکا مزار ہے۔

ایک نہایت عجیب وغریب واقعہ سردار علی صابری نے تحریر کیا ہے کہ غالباً ۱۹۲۱ء میں وہ لکھنؤ میں زیر تعلیم تھے اسی زمانہ میں انہیں ترکی سیکھنے کا شوق ہوا۔ چنانچہ استاد کی تلاش ہوئی تو معلوم ہوا کہ مولانا محمد کاظم علی ترکی زبان کے ماہر ہونے کے علاوہ ہفت زبان ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ فارسی کے استاد ہیں لیکن نہایت خشک انسان ہیں، اسکول سے واپس آکر مکان کا دروازہ بند کر کے تنہا پڑے رہتے ہیں اور کسی سے ملنا جلنا پسند نہیں کرتے۔

سردار علی صابری انکے گھر گئے لیکن مولانا نے انہیں گھر میں

آنے کی اجازت نہیں دی اور یہ مجبوراً واپس آ گئے، لیکن انہوں نے ملاقات کی کوشش ترک نہیں کی اور جد و جہد میں لگے رہے دو ماہ کے بعد مولانا کے ایک دوست سے تعارفی خط لے کر پھر انکے پاس گئے، اس بار مولانا نے نہایت اخلاق کا مظاہرہ کیا اور تعلیمی سلسلہ شروع کیا، چند روز کے بعد وہ مولانا سے کافی بے تکلف ہو گئے۔

مولانا بظاہر جس قدر خشک اور سخت مزاج معلوم ہوتے تھے باطن میں اس سے کہیں زیادہ خوش مزاج اور ہنس مکھ تھے، ہاں یہ ضرور تھا کہ باتیں کرتے کرتے اچانک کھو جاتے تھے اور چند سکنڈ کیلئے محویت طاری ہو جاتی تھی، مولانا کو حضرت وارث علی شاہؒ سے بے پناہ عقیدت تھی، نشست کے سامنے حاجی صاحب کی تصویر آویزاں تھی، محویت کے عالم میں ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتے رہتے، اٹھتے بیٹھتے یا وارث ورد زبان رہتا تھا اور اشکبار آنکھوں سے جھوم جھوم کر حاجی صاحب کے واقعات سناتے تھے، ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ آپ خاندانی شیعہ ہیں پھر حاجی صاحب سے اتنی عقیدت کیوں ہے؟ مولانا نے پہلے میری بات ٹالنے کی کوشش کی، لیکن میرے مسلسل اصرار پر انہوں نے تاثرات کے گہرے رنگ میں ڈوب کر اپنی آپ بیتی سنائی۔

مولانا کا تعلق لکھنؤ کے ایک باعزت علم دوست اور خوش حال گھرانے سے تھا، نئی جوانی میں جبکہ فارسی عربی اور دینیات کی تعلیم مکمل

کر چکے تھے ایک طوائف کے دام فریب اور حلقہ زلف میں اسیر ہو گئے بزرگوں سے ملا ہوا اثر کہ ختم ہو گیا اور وصال محبوب پھر بھی حاصل نہ ہوا، تو عاملوں اور ٹونے ٹوٹکے والوں کے چکر میں پڑ کر باقی سرمایہ بھی گنوا دیا، لیکن پتھر میں جونک پھر بھی نہ لگی، آتش عشق تیز ہو چکی تھی، لیکن مولانا اب تہی دست تھے، آخر انہوں نے جادو سیکھنے کا فیصلہ کیا۔ اور اسکے لئے بنگال روانہ ہو گئے۔

مولانا لکھنؤ سے بنگال سے چٹاگانگ، آسام کے پہاڑی علاقوں میں سات سال تک سرگرداں رہے اور علم سحر حاصل کرتے رہے۔ اس پراسرار ماحول میں انہوں نے انسانوں اور جانوروں کو مسخر کرنے کی مہارت حاصل کر لی، لکھنؤ واپس آئے تو پورے جادوگر بن چکے تھے، نماز کلمہ بھی بھول چکے تھے، سب کچھ کھاتے پیتے حرام وحلال کا امتیاز ختم ہو گیا تھا، جب وہ کامیابی کا یقین لے کر وطن واپس آئے تو اس طوائف کا انتقال ہو چکا تھا جسکے وصال کی تمنا میں انہوں نے متاع دین ودنیا تباہ کر لی تھی، یہ صدمہ مولانا برداشت نہ کر سکے اور وہ دیوانوں کی طرح ادھر ادھر گھومتے رہے انکے ہاتھ میں ایک گندہ سا تھیلا رہتا جسمیں انکے جادو کا سامان رہتا، اسی طرح تین سال گذر گئے، ایک دن اسی عالم میں گھومتے پھرتے دیوہ شریف جا نکلے اور سیدنا حاجی وارث علی شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، مولانا کا بیان ہے کہ سہ پہر کا

وقت تھا، حاجی صاحب دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کا حلقہ کئے ہوئے فرش پر مراقبے کی حالت میں مستغرق تھے، بغیر نظر اٹھائے ہوئے دریافت فرمایا کون ہے؟

مولانا نے جواب دیا میں جادوگر ہوں،

سرکار وارثؒ نے پوچھا کیسے جادوگر،

جواب دیا بہت بڑا جادوگر۔ حضور نے ارشاد فرمایا، خوب جادو جانتے ہو، عرض کیا جی ہاں اس وقت میری ٹکر کا کوئی جادوگر نہیں ہے

ارشاد ہوا ہمیں بھی اپنا جادو دکھاؤ۔

مولانا کا بیان ہے کہ حویلی کے سامنے سے ایک بھینس گذری انہوں نے اس پر جادو کیا، بھینس اچانک گری اور اس کے منھ خون سے جاری ہوگیا۔

حاجی صاحب قبلہؒ نے دیکھ کر فرمایا۔ یہ تو بڑا ظلم ہے بڑا ظلم ہے اسے ٹھیک کرو، ٹھیک کرو۔ مولانا نے اپنا جادو واپس لیا اور بھینس بہت کمزور انداز میں اٹھ کر چلی گئی، حضرت وارث پاکؒ نے فرمایا کہ تم تو بڑے جادوگر ہو، اب مجھ پر جادو کرو۔

کاظم صاحبؒ نے کہا حضرت دونوں گھٹنوں کا حلقہ بدستور قائم کئے ہوئے تھے، میں نے پہلی مرتبہ بائیں ہاتھ پر جو نیچے تھا، جادو کیا کچھ بھی اثر نہ ہوا، پھر دائیں ہاتھ پر زیادہ سخت جادو کیا وہ بھی بے اثر رہا، مختلف اعضا پر جادو کیا نتیجہ ناکامی نکلا۔

Scanned with CamScanner

حاجی صاحب کا یہی ارشاد تھا۔ تم کیسے جادوگر ہو، مجھ پر جادو نہیں کرتے" کاظم صاحب نے جھنجھلا کر قلب پر وار کیا، ان کا بیان ہے کہ عمل کرتے وقت ایک بجلی سی چمکی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور ایک انجانی ہیبت طاری ہو گئی، لیکن اب بھی آزمائش کا ایک وقت باقی تھا انھوں نے عرض کیا کہ حضور اب آنکھوں پر وار کرتا ہوں اجازت دیں۔ آپ نے فرمایا اجازت ہے اجازت ہے، مولانا کا بیان ہے کہ میں نے سخت ترین جادو کیا۔

حضرت وارث پاک نے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے ہٹائے اور چشم نیم باز سے میری طرف دیکھا اور فرمایا تم کیسے جادوگر ہو، حضور سے نگاہیں کیا چار ہوئیں کہ میری دنیا بدل گئی، میں نے سرکار وارث کی سرمگیں آنکھوں میں وہ چیز دیکھی جو نہ بیان کر سکتا ہوں اور نہ تم سمجھ سکتے ہو۔

اس کے بعد سرکار کے قدموں میں گر گیا اور بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا، حضور نے میری پیٹھ پر دست مبارک پھیر کر دلاسا دیا اور قدموں سے اٹھا کر کلمہ طیبہ تلقین فرمایا، مغرب کا وقت تھا ارشاد ہوا کہ جاؤ نہاؤ نماز پڑھو جادو بری چیز ہے، درود شریف پڑھو، ایمان تباہ ہوئے ایک زمانہ گزر چکا تھا، لیکن سورتوں کی تلاوت یا نماز کے ارکان میں کوئی سہو نہیں ہوا، بلکہ نماز میں وہ لطف آیا کہ دل آج بھی ترستا ہے، میں نے حاجی صاحب کے ہاتھوں پر بیعت کی۔

Scanned with CamScanner

اور تائب ہو گیا اور سرکار کی توجہ سے جادو بھی بھول گیا سردار علی صاحب نے ہنس کر پوچھا کہ مولانا وہ بھی یاد آتی ہیں جنکے لئے آپنے یہ سب کیا مولانا نے جواب دیا سرکار وارث علی کی نگاہوں میں وہ دیکھ لیا ہے کہ اب کسی چیز کی حسرت باقی نہیں۔

یہ واقعہ پڑھنے اور لکھنے کے بعد مجھے مولانا سید کاظم علی کی قسمت پر رشک آیا، کاش وہ آنکھیں میں بھی دیکھ سکتا جن آنکھوں نے حقیقت کائنات کا مشاہدہ کیا ہے۔

بیگم انعام حبیب اللہ صاحب نے اپنا واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک دن میرے دل میں دیوہ شریف جانے کا خیال پیدا ہوا، اس علاقہ میں عزیز داری بھی، میں نے اپنی خواہش کا اظہار والدہ صاحبہ سے کیا۔ وہ مجھے اور میری بہن کو ہمراہ لے کر دیوہ شریف گئیں، اسوقت حضرت وارث علی شاہؒ اپنے کمرے میں زمین پر استراحت فرما رہے تھے، ان کا چہرۂ مبارک دیوار کی جانب تھا اور دروازے کی جانب پشت تھی، دالان کے سامنے غالبا داہنی کروٹ لیٹے تھے۔

آہٹ پا کر بغیر کروٹ لئے آپنے میری والدہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تم بچوں کو یہاں کیوں لائی ہو، کاکوری میں بہت لوگ ہیں، جاؤ لڑکیاں اچھے گھر جائیں گی، پھر حاجی صاحب قبلہ نے فرمایا۔" دیر آید درست آید" ہم لوگ واپس آ گئے۔

واقعہ یہ تھا کہ میری بہن کی نسبت میرے خالہ زاد بھائی سے طے

تھی، پردے کا بڑا لحاظ تھا، میری بہن سخت علیل تھیں، ڈاکٹروں نے کہدیا تھا کہ شادی نہ ہوئی تو دق ہو جائے گی یہ بات خاندان میں پھیلی تو لڑکے والوں نے انکار کر دیا جس وقت والدہ صاحبہ سرکار کی رہائش گاہ میں داخل ہوئیں تو یہی سوچ رہی تھیں اور اسی کا جواب حضرت وارث علی شاہؒ نے عنایت فرمادیا۔

اسکے بعد میری بہن کی شادی شاہد حسین تعلقدار سے ہوئی۔

بیگم صاحبہ نے یہ بھی بتایا کہ انہیں نماز حاجی صاحب قبلہ نے سکھائی۔ سرکار سیدن پور میں میرے گھر تشریف لائے تھے اور ہجوم ہر وقت آپ کو گھیرے رہتے تھے۔

مرشد کامل سید وارث علی شاہؒ نے تبلیغ حق اور پیغام آخرت کی اشاعت کے لئے وہ طریقہ کار اختیار کیا کہ جس نے پیغام اسلام کو دوسروں تک پہونچایا، آپ نے ذات برادری، مذہب و ملت رنگ و نسل اور ملک و قوم کی تفریق کے بغیر ہر حاضر دربار کو توجہ اور کرم کی دولت سے نوازا ہے، نفسیات کے ماہرین نے اسی نکتہ کو سامنے رکھ کر مثال بنائی ہے "تخم کی تاثیر اور صحبت کا اثر" ضروری ہے، ایک تمثیل پیش کر رہا ہوں، چنبیلی کا تیل نہایت فرحت بخش اور مفید ہوتا ہے جبکہ چنبیلی میں چکنائی ہوتی ہی نہیں تل کے تیل کو چنبیلی کا تیل کہا جاتا ہے، بسبب صرف ہم نشینی اور قربت ہے۔

ایک پختہ کمرے میں تل اور چنبیلی کے پھولوں کو تہہ در تہہ رکھ کر کمرہ بند کر دیتے ہیں اور ایک خاص مدت کے بعد وہی تل کولہو میں پیر کر تیل نکالا جاتا ہے، کچھ دنوں کی قربت دونوں کو یکجائی میں بدل دیتی ہے اور تل بھی چنبیلی کے نام سے مہک اٹھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اولیائے کاملین اور علم نفسیات کے ماہرین ہر قسم کے بد اور ادنیٰ و اعلیٰ کو اپنے قرب کا موقعہ دیتے ہیں تاکہ ان کی صحبت پاکیزہ سے روحانی اور انسانی اصلاح ممکن ہو سکے۔

سرکار وارث پاکؒ کے دربار گہر بار میں اسی لئے کوئی امتیاز نہیں تھا کہ ہر شخص اپنی حیثیت اور طلب کے مطابق نور یقین حاصل کر سکے، حضور نے فرمایا ہے کہ ہمارے یہاں مجوسی، عیسائی سب مذہب والے برابر ہیں، کوئی بڑا نہیں ہے۔

وارث پاکؒ نے نہ صرف قومی یکجہتی بلکہ عالمی یکجہتی کی عملی تحریک شروع کی ہے جس سے آج کی کراہتی ہوئی انسانیت کو راحت مل سکتی ہے اگر ان کی سیرت مبارکہ کی رہنمائی میں گامزن ہے۔

شری رام کشور گپتا ایڈوکیٹ بارہ بنکی جو سرکار کے عقیدتمند ہیں اور جنکے بزرگوں میں رائے صاحب، گر بخش رائے صاحب فقیر بخش نے سرکار سے براہ راست فیض حاصل کیا ہے اسی لئے انہیں عقیدت ورثے میں حاصل ہوئی ہے، انہوں نے اپنا واقعہ بیان کیا ہے کہ میرے پتا جی ہمیشہ سرکار کے درشن کو لیجاتے

لیکن انہیں بھیڑ سے الجھن تھی اسلئے دور ہی سے درشن کر لیتے ایک دن مجھے خیال آیا کہ وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں جو مزار شریف کو چھو کر آئے ہیں، یہ سوچتے ہوئے سو گیا، سپنے میں کسی نے کہا جاؤ دیوہ شریف ہو آؤ، میں نے کہا جب تک بابا کے ساتھ دھوم دھام سے چادر نہ لیجاؤں، نہیں جاؤں گا، مجھے جواب ملا، تم جاؤ تو، میں نے کہا کہ انتظام کہاں سے کروں اور کر بھی لیا تو میری چادر سب سے پہلے کیسے پیش ہوگی، میں خواب ہی میں رونے لگا، اتنی زور سے رویا، کہ میری بیوی نے جگا دیا، میرا پورا خواب بیوی سے بیان کیا انہوں نے کہا ہو آؤ، دفتر آیا کام بھی کم تھا تیواری کو ساتھ لیا اور دیوہ شریف پہونچ گیا۔

"یادگار وارث" کا ایک جلسہ ہو رہا تھا، ہر سرکار کے لوگ جمع تھے، تھالیوں میں چادریں پھول مالائیں سجی تھیں، ڈاکٹر رفیق وارثی نے مجھے بلا لیا، حاجی صاحب کے جیون پر چرچا ہو رہی تھی، اس کے بعد قوالی ہوئی، پھر خاص سمے پر چادر اٹھی، اور ایک بڑا تھال میرے سر پر رکھ دیا گیا، شہنشائیاں بج رہی تھیں قوال سندر ڈھنگ سے گا رہے تھے اور میں تھال سر پر رکھے سب سے آگے تھا، پولیس کا پہرہ تھا راستہ صاف ہوتا گیا، میں آگے بڑھتا گیا، اس طرح چادر لئے ہوئے میں سب سے پہلے آستانہ میں داخل ہوا اور سب سے پہلی چادر کی تمنا پوری ہو گئی۔

اس کے بعد پھر خواب میں کسی نے کہا، تمہاری دلی مراد پوری ہوئی، تم تو جانتے بھی نہ تھے جب پہونچے تو بڑے قرینے سے پہونچ گئے، میں خواب میں چلایا، کون ہو تم بتاؤ تو میں تمہارے پیر پکڑ کر ہمیشہ تم سے بات کرنا چاہتا ہوں، اتنے میں پھر میری بیوی نے جگا دیا، آج ساری دنیا میں رنگ ونسل زبان وزمین، مذہب وملت کے نام پر ہنگامے برپا کئے جارہے ہیں اور قتل وغارت گری کا بازار گرم ہے، فضائے انسانیت نفرت وکدورت سے گرد آلود ہوگئی ہے، پوری دنیا مختلف گروہوں، حلقوں میں تقسیم ہے ہر گروہ دوسرے کے خلاف سازشیں کررہا ہے۔ ہر حلقہ دوسرے کو مٹانے کا کوئی موقعہ ضائع نہیں کرتا، ہر طرف خوف وہراس، بدگمانی اور پریشانی کا عالم طاری ہے، ایسے نازک وقت میں حضور وارث پاکؒ کے اقوال زریں اور سیرتِ مبارکہ کو مشعلِ راہ بنا کر منزلِ حیات حاصل کی جاسکتی ہے اور زلفِ کائنات میں شانہ کشی کرکے گیسوئے ماحول کو سنوارا اور چہرۂ حالات کو نکھارا جاسکتا ہے۔

جو چاہے آکے زلفِ مسائل سنوار لے
ہم زندگی کو آئینہ خانہ بنائے ہیں۔

راجہ دوست محمد وارثی جن کا تعلق ضلع سلطان پور سے ہے انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک بار میں بمبئی آ گیا، وہاں مجھے بخار آ گیا، میرے علاج کے لئے بمبئی کے مشہور ڈاکٹر ہارون صاحب کو بلایا گیا، انہوں نے یا وارث کہہ کر میری نبض دیکھی مجھے نہایت حیرت ہوئی کیونکہ ڈاکٹر ہارون صمد یورپین معلوم ہوتے تھے میں نے ان سے کہا کہ آپ عیسائی ہوتے ہوئے یا وارث کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں عیسائی نہیں ہوں بلکہ موسوی ہوں (یہودی) لیکن اب میں وارثی ہوں۔ ۱۸۸۷ء میں اجمیر شریف کے جنرل اسپتال کا انچارج تھا، وہاں حاجی صاحب تشریف لائے پہلے میں بعد میں میری بہن بیوی اور بچے سرکار سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۸۹۱ء میں سب کو لے کر دیوہ شریف حاضر ہوا وہاں حکم ملا۔ نوکری چھوڑ کر خلق خدا کی خدمت کرو، اسی وقت نوکری چھوڑ دی صبح و شام غریبوں کا مفت علاج کرتا ہوں، لیکن نہایت اطمینان سے زندگی گذر رہی ہے۔

ڈاکٹر ددا بھائی جو مذہبا پارسی تھے یہ بھی اپنی ہمشیرہ کے ہمراہ حاضر ہوئے، آپ نے دونوں کو داخل سلسلہ کرتے ہوئے فرمایا آتش پرستی بہت کر چکے اب ساری عمر آتش محبت کا سامنا ہو پھر فرمایا، محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر وقت دل یاد محبوب میں مصروف رہے، اور ہاتھوں سے دنیا کا کام اس طرح کرو کہ دل کا تعلق ہاتھوں

سے نزدیک ہے، خدا ہر تمثیل اور تشبیہ سے منزہ اور قدیم ہے، جاؤ خلق خدا کو فائدہ پہونچاؤ، انکی بہن سے فرمایا کہ بجز خدا کے کسی کو معبود نہ جانو اور مہینے کے بیچ میں تین روزے رکھا کرو، بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور پیاسے کو پانی پلاؤ۔ حضرت رشید اوارثی نے ان واقعات کو "حیات وارث" میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

حضرت اوگھٹ شاہ وارثی ضیافۃ الاحباب میں تحریر کرتے ہیں کہ مسٹر ٹامسن وارثی جو افریقہ کے رہنے والے تھے اور او آر، آر ریلوے میں ملازم تھے، سرکار کے قدیم حلقہ بگوشوں میں شامل تھے۔

مسٹر سابری منیجر راجپوتانہ ریلوے ٹرافک سرکار کے نادیدہ عاشق تھے اور اکثر خطوط کے ذریعہ رہنمائی اور سعادت حاصل کرتے تھے

دسمبر ۱۹۰۲ء میں ایک نوجوان عیسائی پیرس سے ایک مترجم کو ہمراہ لے کر دیوہ شریف حاضر ہوئے ان کا نام کاؤنٹ کلاوزا تھا، وہ اسپین کے ایک معزز اور صاحب ثروت خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔

سرکار نے شفقت فرمائی اور انہیں گلے لگا کر انکی منزل آسان کر دی، آپ نے ان سے مترجم کے ذریعہ فرمایا محبت کی قیمت روپئے اور اشرفی سے نہیں ہوتی، جو شخص اپنی عافیت کو چھوڑتا ہے خدا اس کو ملتا ہے۔ اگر تصدیق ہو تو ہر شئے میں اس کا جلوہ

نظر آتا ہے۔

دوسرے دن آپ نے کاؤنٹ گلارزا کو تہبند عنایت کیا اور فرمایا، جاؤ ایک صورت نجات دہی تمہارے ساتھ رہے گی۔

کاؤنٹ گلارزا نے ۱۳ رمئی ۱۹۰۶ء کو بعد وصال وارث پاکؒ ایک خط حضرت اوگھٹ شاہ وارثی کو لکھا۔ میں آپ سے معانقہ کرتا ہوں اپنے دل کو میں نے دیکھا وہ دوسرے عالم میں جا رہا ہے اور وصال کے قریب انہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور مجھے اپنے قلب سے متصل کر لیا۔

تو مجھ سے دور کب ہے جو فرقت کا غم کروں
میری نگاہ میں یہ شبِ غم فریب ہے۔

(حیات وارث)

فیض آباد میں سرکار حافظ زین العابدین وارثی ڈسٹرکٹ جج کے بنگلے میں قیام فرماتے، حسب معمول ہزاروں مسلمان اور غیر مسلم بارگاہ وارثؒ سے فیض روحانی حاصل کر رہے تھے، جج صاحب کے یہاں پنڈت آتما رام بھی موجود تھے۔

انہیں ہندوؤں کی یہ عقیدت اور نیاز مندی بالکل پسند نہیں آئی وہ تعصب ذہنی کا شکار تھے، انہوں نے سرکار سے کچھ سوال کئے آپ نے "پدماوت" سے جو ولی کامل حضرت ملک محمد جائسی کی شاہکار تخلیق ہے کے کچھ اشعار پڑھے اور انکے رموز و نکات بیان

فرمانے لگے۔

پنڈت آتمارام سرکار سے ان کے معنی سنکر زمین پر لوٹنے لگے اور جب ہوش میں آئے تو یادوارث کعبہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے۔

پینتے پور میں چھوٹک جی بابا گورونانک جی کے مسلک پرعامل تھے، وہ جب سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اپنی قوم میں شامل بھی رہوں اور سرکار سے وابستگی بھی ہوجائے،

آپنے انہیں دیکھ کر فرمایا، مریدی دل سے ہوتی ہے اور دل مومن ہوا کرتا ہے یہ خوش خبری سنکر وہ خوش ہوگئے اور بیعت سے سرفراز ہوگئے۔

ٹھاکر پنچم سنگھ رئیس لاڈلی ضلع مین پوری جو کرشن بھگت تھے اور انہیں دیکھنا چاہتے تھے، وہ ہر صوفی سنت مہاتما کے پاس اسی خواہش کو لے کر جاتے کہ کنہیا جی کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

جب وہ دیوہ شریف حاضر ہوتے تو سرکار نے انہیں نگاہِ التفات سے دیکھتے ہوئے فرمایا، دیکھوگے، دیکھوگے، ان جملوں کے ساتھ ہی ٹھاکر پنچم سنگھ بیقرار ہوکر سرکار کے قدموں پر گر پڑے اور زار وقطار روتے رہے، اس کے بعد سرکار نے انہیں داخلِ سلسلہ کیا، ٹھاکر پنچم سنگھ نے کئی مکانات سرکار کے

تمام پر وقف کر دیئے ہیں اور روضۂ مبارک کی تعمیر میں انہوں نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

یہ چند واقعات اس لئے تحریر کر دیئے ہیں کہ ان سے سرکار کے پیغام اتحاد کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے، وارث پاکؒ نے اپنے اخلاق کریمانہ اور انداز مشفقانہ سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں گم کردہ راہ لوگوں کو انکی منزل تک پہونچایا ہے۔

سمیٹ سکتا ہے بکھری ہوئی محبت کو
جو اپنے دامنِ احساس کو کشادہ کرے
(حیات وارثی)

# عبادت و ریاضت

فرقتِ محبوب میں جنکی گذرتی ہوں شبیں
پوچھئے کچھ ان سے آہ صبحگاہی کے مزے۔
(حیاتِ وارثی)

سرکار وارث پاکؒ پر کچھ ظاہر پرست اور کم نگاہ یہ تہمت لگاتے ہیں کہ آپ نماز کی پابندی نہیں فرماتے تھے یہ الزام ذہنی کجی اور فکری غیر پختگی کی علامت ہے۔

جس شخصیت نے پاپیادہ حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا ہو، جسکی حیات مبارکہ مرضی رب کی پابند ہو، جو عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو کیا وہ شخصیت شریعت مقدسہ سے بے نیاز رہ سکتی ہے۔

آپنے ایک بار ارشاد فرمایا کہ جو نماز نہ پڑھے ہم میں سے نہیں ہے آپکے حالات اور واقعات شاہد ہیں کہ آپ کی عبادت و ریاضت بھی کرامت ہے۔

حضرت حاجی وارث علی شاہؒ بچپن ہی سے عبادت و مجاہدہ کے پابند تھے، آغاز جوانی تک ہر ماہ تین روزے مسلسل رکھتے اور بعد میں ایک مدت تک ہر ماہ ایک ہفتہ برابر روزے رکھتے رہے، روزوں کے زمانے میں آپکی غذا برائے نام رہ جاتی تھی۔

Scanned with CamScanner

حضور وارث پاکؒ نے کوہِ طور، کوہ فاران، غار ثور، غار حرا، اور عرفات وغیرہ میں خلوت نشین ہو کر مجاہدہ فرمایا ہے، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ، نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، بغداد مقدس میں ۱۲ سال تک چلہ کشی کی ہے۔ چونکہ آپ کو اخفا کا بہت خیال تھا اور نمود و نمائش سے پرہیز کرتے تھے، اس لئے عبادت الٰہی کو بھی پردۂ راز میں رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

ابتدا میں تمام شب تلاوت قرآن پاک اور نوافل میں گذارتے اس لئے اکثر پائے مبارک ورم آلود ہو جاتے تھے، آپ کو کبھی غفلت میں سوتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

سرکار عالم پناہ صبر و توکل اور تسلیم و رضا کے ایسے پیکر تھے جسکی مثال ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے آپنے تمام عمر سکۂ رائج الوقت یعنی روپے پیسے کو ہاتھ نہیں لگایا

ایک دولت مند گھرانے سے تعلق رکھنے کے باوجود ہوش سنبھالتے ہی دنیاوی مال و اسباب سے کنارہ کشی اختیار فرمالی آپ اپنے عقیدت مندوں سے کبھی نقد کی صورت میں کچھ قبول نہیں فرماتے۔

ایک احرام جو جسم اطہر پر ہوتا، چند مٹی کے ڈھیلے پاکی کیلئے اور چند خلالین آپ کا سرمایہ زندگی تھا۔

آپ کی یہ شانِ استغنیٰ اور بے نیازی دنیا سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم

کا ورثہ تھا۔

آپنے دست سوال دراز کرنے کی سختی سے ممانعت کی ہے۔

سرکار نے کبھی کوئی چیز طلب نہیں فرمائی، خدام بارگاہ جو پیش کر دیتے وہی بہت ہوتا، جب کوئی نیاز مند احرام پیش کرتا تو پرانا فوراً تقسیم ہوجاتا خواہ وہ کتنا ہی بیش قیمت کیوں نہ ہو۔

سرکار نے کسی سے اپنی کسی حاجت یا ضرورت کا اظہار نہیں فرمایا آپ گنڈے تعویز کے لئے بھی منع فرماتے تھے، آپنے فرمایا جو تم سے محبت کرے اس سے محبت کرو، نہ کسی کے لئے دعا کرو نہ بد دعا۔ تم تسلیم و رضا کے بندے ہو۔

آپنے ساری زندگی کھانے کی فرمائش نہیں کی، پہلے سے کوئی انتظام آپکے نزدیک توکل کے خلاف تھا، آپ کی غذا بھی صبر واستغنا کا اعلیٰ نمونہ تھی چونکہ سرکار نے بچپن سے روزے رکھنا شروع کر دیا تھا، اس لئے کچھ ضعف تھا ہی کہ ۵۰ سال کی عمر شریف میں شکوہ آباد ضلع مین پوری میں آپ علیل ہوگئے، نقاہت زیادہ بڑھی تو عذا نہ غذا استعمال فرمانے لگے، لیکن وہ بھی برائے نام

قیام دیوہ کے درمیان شیخ علی شاہ فضل حسین اور سید معروف تھا؟ باری باری خاصہ پیش کرتے تھے، جب دستر خوان لگ جاتا، آپ کو متوجہ کیا جاتا کہ سرکار فلاں چیز ہے آپ کسی سے اتنی قلیل مقدار میں اٹھا لیتے مگر اس چیز کا کوئی ذائقہ معلوم نہ ہوتا، کھانے

میں اتنی عجلت ہوتی کہ جیسے کوئی گرم دی چیز حلق سے اتاری جارہی ہے، کبھی کبھی مختلف کھانوں کو ایک پیالے میں جمع کر لیتے اور پانی ڈال کر نوش فرماتے، کھانا تناول کرنے کے وقت فرق اقدس احرام سے ڈھانپ لیتے، ننگے سر آپنے کبھی کھانا تناول نہیں فرمایا کھانے وقت نشست اکڑوں ہوتی، کھانے سے فارغ ہو کر استنجا کرتے اور دن کے کھانے کے بعد قیلولہ شب کے کھانے کے بعد چہل قدمی فرماتے تھے، آپنے گیارہ سال کی عمر مبارک تک اپنے گھر پر کھانا نوش کیا اس کے بعد تمام عمر توکل پر گذاری، ان حالات کے مطالعہ سے یہ بات پوری طرح روشن ہو جاتی ہے، کہ عاشقان خدا اور محبان مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا ہر گوشہ عبادت ہے، ان کا سونا، جاگنا، کھانا، پینا گفتگو کرنا خاموش رہنا سب مرضی رب کی تابع اور رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔

اللہ والے غذا کا استعمال اس لئے فرماتے ہیں کہ روح کا تعلق جسم سے برقرار رہے اور عبادت خدا اور نیاز مندی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے طاقت و توانائی ملے، یہ کھانے کیلئے نہیں جیتے بلکہ جینے کے لئے کھاتے ہیں۔

آپنے پوری زندگی نہایت پاکیزگی، طہارت اور تجرد میں گذار رہا ہے، آپنے شادی نہیں کی، آپ کو دنیا کی فطری کشش

بھی متوجہ نہ کر سکی۔

آپ ہمیشہ داہنی کروٹ لیٹ کر استراحت فرماتے تھے حکمار کے مشورے اور خدام بارگاہ کے اصرار پر بائیں کروٹ لیٹے اور پھر ایک منٹ کے بعد کروٹ تبدیل فرما لیتے، آپ نے چت لیٹ کر کبھی آرام نہیں فرمایا۔

سرکار نے کبھی تکیہ سرہانے نہیں رکھا نہ زیر کمر تکیہ رکھ کر نشست فرمائی، مگر انہ سالی کی بنا پر جب ضعف بہت بڑھ گیا تھا تو خدام بارگاہ تکیہ تہہ کر کے سہارے کے لئے سرہانے رکھ دیتے تھے آپ کی نشست ہمیشہ اکڑوں ہوتی، بیٹھتے وقت دونوں ہاتھ زمین پر رکھے رہتے۔ نشست کی یہی خاص صورت تھی، کبھی دو زانو اور کبھی ایک زانو ہو کر نشست فرما لیتے۔

دنیاوی مال و متاع سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا جسکی مثال کے لئے واقعہ بہت کافی ہے۔

ایک بار رات کے وقت فتحپور میں فرمایا کہ چلو فیضو چلیں۔ اسی وقت روانگی ہوگئی، رات کا وقت اور جنگل کا سفر راستے میں فیضو شاہ وارثی نے عرض کیا سرکار ڈر لگ رہا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کیا کچھ ہے، فیضو شاہ نے عرض کیا سرکار کچھ روپے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھینک دو۔ انہوں نے تعمیل حکم کی، وارث پاک نے فرمایا کہ چلو اب ڈر نہیں لگے گا۔ آپ نے روپیہ کبھی ہاتھ سے نہیں چھوا نہ اس کا نام لیا ہمیشہ روپے کو آدھ کہتے تھے۔

Scanned with CamScanner

# سراپائے انور

صہبا، شباب، قوس و قزح، روشنی گلاب
ہر شخص تجھ کو ایک نیا نام دے گیا
(حیات وارثی)

سرکار وارث پاک کے سراپائے اقدس میں وہ کشش شادہ نورانی تابش تھی کہ دیکھنے والے محوحیرت رہ جاتے تھے، حضرت معراج وارثی کے لفظوں میں۔

"سراپائے مقدس آئینہ تھا نور وحدت کا"

یہ وہ نورانی اور دلکش پیکر تھا جس کے دیدار سے مشرف ہونے والوں کو جلوۂ سرمدی نظر آتا تھا۔

آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ گندمی سرخی مائل تھا، رنگ تابندہ عشق کی تپش سے اکثر متغیر رہتا تھا، پیشانی متوسط فراخ، کشادہ اور نورانیت سے تابندہ تھی، سراقدس نمایاں اور بلند رہتا تھا، سر حسین گھونگھر والے بال تھے، بھویں کشادہ محراب دار تھیں، آنکھیں بڑی حیادار سرمگیں تھیں، جن کی ایک جنبش سے طالبانِ حق کی دنیا بدل جاتی تھی۔

جس بات کو ایک عالم گھنٹوں کی تفصیلی گفتگو میں نہ سمجھا سکے

مرد مومن کی ایک نگاہ وہ بات سمجھا ہی نہیں دیتی بلکہ اس کی کیفیات سے بھی آشنا کر دیتی ہے۔

الحاج اوگھٹ شاہ وارثی نے رشحات الانس میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک سنیاسی پنتھ کے پنجابی درویش آئے اور میرے بستر کے قریب بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا بابا کہاں استھان ہے بولے بابا امرتسر سے آتا ہوں، بارہ برس سے اس جستجو میں ہوں کہ کوئی نارائن کا سیوک یہ بتا دے کہ تڑ بکلہ ہمارے سر کے اندر واس کرتا ہے یا باہر۔ اکثر مہاتماؤں نے سمجھایا مگر میری سمجھ میں اب تک نہ آسکا، حاجی صاحب بابا کا نام سنا تو اسی خیال سے یہاں بھی حاضر ہو گیا ہوں کہ شاید میری سمیا حل ہو سکے۔

اوگھٹ شاہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت سرکار کا بستر صحن میں تھا آپ کھڑے تھے جب سادھو دروازے میں داخل ہوا، اور جناب والا کی صورت دیکھی اور نگاہ ملی وہ اسی مقام پر زمین بوس ہو گیا اور عجیب عالم بیخودی میں افتاں و خیزاں قریب جا کر پاؤں پر سر رکھ دیا سرکار عالم پناہ نے مجھے حکم دیا ان کو لے جاؤ اور ان کے کھانے کا انتظام کرو۔

باہر آکر میں نے پوچھا سادھو جی آپ نے کچھ دریافت نہ کیا، وہ آبدیدہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ بغیر دریافت کئے جواب مل گیا جس وقت دروازہ کھلا تو میں نے ایک جوت بابا کی صورت سے

دھرتی سے آکاش کی طرف جاتے دیکھی، جب گورو کے چرن میں سر دیا تو جسم بشری پایا۔ بس میری تسکین ہو گئی جو آج تک نہ بجھ پایا تھا وہ بجھ گیا۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر یہ تھی غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کہ ایک جنبش نگاہ سے سلوک کی انجانی منزلیں طے کرادیں اور صاحب عرفان بنادیا۔

وارث پاک کی بینی مبارک ملی ہوئی اور اونچی تھیں، دہن متوسط، دندان مبارک نہایت صاف شفاف موتی جن چمک پر حیران، گردن خوشنما اور بلند ہتھیلیاں گوشت سے پر، جود و سخا اور لطف و عطا کی صفت، انگلیاں لمبی اور پتلی، سینہ صاف مثل آئینہ، کمر کسی قدر سے پتلی اور نازک، پائے مبارک متوسط، ہر عضو نہایت موزوں، متناسب اور خوشنما۔

نور کے مرکز سے نسبت سلسلہ ہے نور کا
کیوں نہ ہو بے مثل و یکتا وہ سراپا نور کا
(حیات وارثی)

Scanned with CamScanner

# حسنِ سیرت اور طریقہ بیعت

مرے نبی کا سلسلہ صراطِ مستقیم ہے
مرے نبی کے نقشِ پا ہدایتوں کا سلسلہ
(حیاتِ وارثی)

پروردگارِ عالم اولیائے کاملین یعنی جانشین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو حسنِ اخلاق اور پاکیزہ کردار کا بہترین نمونہ بنا کر دنیا کی ہدایت و رہبری کے لئے بھیجتا ہے اور ان کے صدقے میں ان سے ربط و محبت رکھنے والوں کو بھی انہیں صفات عالیہ سے سرفراز فرماتا ہے۔

وارث پاکؒ کا اندازِ گفتگو نہایت پرکشش، دلفریب اور ایمان افروز تھا۔ آپ سکوت کو پسند فرماتے تھے، منظرین محو دیکھنا مرغوب تھا لیکن جب لب کشا ہوتے تو فصاحت و بلاغت کا دریائے بیکراں موجیں لیتا۔ گفتگو جلد اور آہستہ فرماتے کم لفظوں میں کثیر المعانی اور شگفتہ بیان کے گوہر آبدار عیاں ہوتے۔ زبان مبارک میں ہلکی سی لکنت تھی، جس سے لفظوں کی لطافت میں اضافہ ہو جاتا۔ کسی کی بات پر زیرِ لب تبسم فرماتے اور دست مبارک منہ پر رکھ لیتے، خدا مالک ہے، خدا میں سب

قدرت ہے اور اسی قسم کے اشارات و کنایات سے پُر جملے زبان مبارک سے ادا فرماتے جو پریشان حال لوگوں کے لئے مژدۂ جانفزا بن جاتے۔

دوران گفتگو بڑی بڑی عقدہ کشائیاں فرماتے۔ حضور انور کی سیرت مبارکہ کا سب سے اہم پہلو یہ تھا کہ ہر شخص اپنی قربت پر ناز و افتخار کرتا۔ اکثر مریدین کے حاضر ہونے پر آپ کھڑے ہو کر معانقہ فرماتے گھر کے تمام افراد کی نام بنام خیریت دریافت فرماتے، خاکساری اور منکسر المزاجی آپ کی صفت عالیہ تھی، اپنے کو مخلوق خدا میں سب سے کمترین سمجھتے اور یہی تعلیم دیتے کہ اپنی ہستی سے گذر جاؤ۔

اگر کوئی شخص آپ سے کسی کی غیبت یا برائی کرتا تو اسے اس انداز سے جواب دیتے کہ وہ اس عیب سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو جاتا۔ سرکار پاک کی وضعداری بھی بے مثل ہے جو کام ایکبار کر لیا پھر وہ معمول میں شامل ہو گیا۔ معمول کے طور پر جس مکان کے پر ایک بار قیام فرما لیا پھر وہیں قیام کیا اس میں تبدیلی ناممکن تھی۔ بڑے بڑے رئیس اور جاگیردار درخواست کرتے کہ حضور ہمارے یہاں قیام فرمائیں لیکن آپ نے غریب میزبان کی دل شکنی کبھی گوارا نہیں فرمائی۔

آپ کے لباس میں بھی انفرادیت تھی، شروع میں بند دار اچکن پاجامہ کا مدار ٹوپی، سلیم شاہی جوتے زیب تن کرتے جو کہ

اس وقت کے شرفائے اودھ کا لباس تھا، لیکن جب حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے تو جوتا اجمیر شریف میں ترک فرمادیا۔ اسی سفر میں ٹوپی بھی چھوٹ گئی، جدہ پہونچ کر احرام باندھا اور یہ لباس اتنا مرغوب خاطر ہوا کہ تمام عمر کے لئے اپنالیا۔ رازآشنائے شریعت اس حقیقت سے واقف ہیں کہ احرام کے کیا آداب ہیں، اور احرام نشینی کے بعد کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اس معزز اور معتبر لباس کو تا عمر اختیار کرنے والی شخصیت کی عظمت اور تقویٰ وطہارت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ حضرت سیدنا الحاج حافظ وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حالت احرام میں رہے۔ اب سرکار کا کوئی دانا دشمن یا نادان دوست یہ بات کسی طرح باور نہیں کرا سکتا ہے کہ حضور نماز یا فرائض سے غافل رہے۔ معاذ اللہ سرکار وارث پاک کی پوری حیات مبارکہ اور اس کا ایک ایک لمحہ مرضئ خداوندی اور پیروی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر ہوئی ہے۔

زندگی کا ہر گوشہ کر دیا ہے آئینہ
یہ بھی میرے آقا کی شان بے مثالی ہے

(حیات وارثی)

**میری کشتی ڈوب جائے یا ہو ساحل آشنا**
**اب پکاروں گا کسے تم کو صدا دینے کے بعد**

(حیات وارثی)

سرکار وارث عموماً سلسلۂ قادریہ، رزاقیہ، چشتیہ، نظامیہ میں داخل سلسلہ فرماتے تھے، بعض لوگوں کو سلسلہ صابریہ سے بھی فیض یاب کیا ہے، جب آپ فرداً فرداً بیعت فرماتے تو اس وقت بیعت سے قبل تین بار استغفار پڑھوا کر یہ الفاظ ادا کراتے تھے ہاتھ پکڑتا ہوں سرکار، ہاتھ پکڑتا ہوں خدا رسول کا ہاتھ پکڑتا ہوں پنجتن پاک کا۔ اس کے بعد آپ کوئی خاص ہدایت فرماتے تھے، جس وقت لوگ زیادہ تعداد میں ہوتے تو اجتماعی طور پر بیعت سے مشرف فرماتے، اس وقت خدام بارگاہ اسی ترتیب و قاعدے سے بآواز بلند اقرار لیتے تھے۔

آپ کی ذات والا صفات میں خداوند قدوس نے ایسی کشش پیدا کردی تھی کہ مخلوق خدا جوق در جوق حاضر بارگاہ ہوتی آپ کے یہاں بلا تفریق مذہب و ملت لوگ حاضر ہوتے اور گوہر مراد سے دامنوں کو بھرتے، آپ حاضرین کو طلب کے مطابق ان کی مشکل کشائی فرماتے۔

بین الاقوامی اتحاد کی اس سے بڑی اور مکمل مثال کہیں اور نہیں مل سکتی، بعض کم فہم اور کوتاہ نگاہ اس بات پر معترض ہوتے

Scanned with CamScanner

ہیں کہ سرکار بیعت لینے میں احتیاط نہیں کرتے تھے، حیرت اس بات پر ہے کہ معترضین اتنی آسان اور سامنے کی بات کیسے نظر انداز کر دیتے ہیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت اعلان نبوت فرمایا اور دین متین کا پرچم لہرایا اس وقت دنیا میں کسی مسلمان کا وجود نہیں تھا، آپ نے ہر نیک و بد کو پیغام وحدت و رسالت سنایا اور جس نے بھی اس پیغام نجات کو اپنانا چاہا، آپ نے اسے مشرف بہ اسلام کر لیا اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذریعہ سے ایمان عطا فرما دی، رفتہ رفتہ اپنی تربیت اور نگاہِ رحمت سے انکی اصلاح فرما کر انہیں اقوام عالم کا سردار و افتخار بنا دیا۔

اگر صرف صالح اور نیک لوگوں کو منتخب کر کے اسلام کی دعوت دی جاتی تو لاکھوں خدا کے بندے ہدایت سے محروم رہ جاتے۔

سرکار وارث پاک چونکہ اپنے جد معظم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب و جانشین تھے اس لئے یہ صفت رحمت انہیں بھی موجود تھی کہ جو سوالی بھی بارگاہ پر حاضر ہو گیا وہ مایوس و نامراد واپس نہیں گیا اور سرکار کی توجہ سے اس کی کثافت روحانی تجلی ایمانی میں تبدیل ہو گئی، یہاں اس نفسیاتی نکتے کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ جب تک انسان ایک دوسرے سے قریب نہیں ہوگا اور انسان کے کردار کا مطالعہ و مشاہدہ نہیں کرے گا۔

متاثر کس طرح ہوگا۔

تاریخ اسلام اس بات کی شاہد ہے کہ بزرگان سلف کی صحبت اور قربت سے متاثر ہوکر ان گنت لوگوں نے دولت ایمان وعرفان حاصل کی ہے کسی طویل بحث میں الجھنے کے بجائے اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ جب تک ہم اپنے پیغام کو پہونچانے کے لئے لوگوں کو اپنے پاس نہ بلائیں گے یا ان کے پاس نہیں جائیں گے تبلیغ واشاعت کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

سرکار کا طرزِ عمل اور طریقہ تبلیغ بالکل فطری اور اسوۂ محمدی کی پیروی ہے پھر اس طریقۂ بیعت سے ایک ایسی عالمگیر انسانی برادری اور ایسے صالح سماج کی بنیاد بھی مقصود تھی جو کم از کم تمام انسانوں کو ایک مرکز پر جمع کر دے۔

وارث پاک خواتین کو بیعت کرتے وقت دست مبارک نہیں دیتے تھے بلکہ احرام کا گوشہ مرحمت فرماتے تھے اور سیدۃ النسا کا اسم گرامی بھی کہلاتے تھے، مستورات کو بیعت کرتے وقت انکی جانب سے نگاہیں ہٹائے رکھتے تھے۔

ہر مرید کو پیشے اور کام کے اعتبار سے نصیحت فرماتے، کسی سے کہا کہ ہاتھ کے سچے رہنا، ظلم نہ کرنا، پورا تولنا، کپڑا نہ چرانا، ڈنڈی نہ مارنا وغیرہ، ان مختصر ترین جملوں اور نصیحتوں میں جو بلاغت اور حکمت نہاں ہے اس سے انسانی نفسیات کے ماہرین خوب واقف

ہیں اگر ان بری عادتوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی جائے تو ہمارا سماج سدھر سکتا ہے اور بڑے بڑے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

سرکار کے یہاں خلافت و سجادگی نہیں ہے لیکن احرام پوش فقراء کو بیعت لینے کی پوری اجازت تھی، سرکار نے بعض لوگوں کے سوال کرنے پر خود ارشاد فرمایا ہے "سنو تم ہمارے مرید ہو، ہاتھ اور وہ ہاتھ ایک ہی ہے ان سے اور ہم سے محبت رکھو۔"

مرشد برحق نے نیاز مندوں کو نوید روح پرور سنائی ہے۔ کہ "محبت ہے تو ہزار کوس پر بھی ہم تمہارے ساتھ ہیں۔"

آپ نے اکثر ارشاد فرمایا ہے کہ "یہاں دین بھی ہے اور دنیا بھی، جس کا جو جی چاہے وہ لے لے، اگر دونوں کی ضرورت ہو تو دونوں ہیں۔"

دین و دنیا دونوں کی نعمتوں کا گہوارہ
مخزن کرم وارث، مرکز عطا وارث
(حیات وارثی)

# آئینہ نگاہ

پردے اٹھیں تو ساری فضا جگمگا اٹھے
ہے اس قدر اجالا دریچوں کی قید میں
(حیات وارثی)

ایک دن حضرت سیدنا خادم علی شاہؒ قطب الوقت حضرت اکبر شاہؒ سے ملاقات کے لئے گئے ۔ سرکار وارث پاکؒ بھی ہمراہ تھے ، جس وقت اکبر شاہؒ کی نگاہ وارث پاکؒ پر پڑی تو فوراً گلے سے لگالیا اور فرمایا۔ صاحبزادے مادر زاد ولی ہیں ، اب ایسا کوئی ہزار برس تک پیدا نہ ہوگا ، روئے زمین کی ولایت ان کے ہاتھ ہوگی ۔

مولوی محمد یحییٰ وارثی وکیل ورئیس عظیم آباد نے اپنا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ حسب معمول ایک اتوار کو مدرسہ والے مکان میں تھا کہ ناگاہ نورالدین مجذوبؒ تشریف لائے ، میں نے چائے حقہ پیش کیا اتفاق سے دونوں چیزیں قبول کرلیں اور فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کہاں گئے تھے ، میں نے جواب دیا کہ دیوہ شریف گیا تھا ۔

فرمایا۔ خوشا قسمت وہ شیر خدا کا پوتا ایک نظر عنایت سے قطرے کو دریا بنا دیتا ہے مولوی میرے کانسے گدائی میں بھی اس کا دیا ہوا ٹکڑا ہے۔

الحاج اوگھٹ شاہ نے فرمایا کہ سیاحت کے لیے انبالہ گیا تو حضرت سائیں توکل شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا، سائیں قبلہ عارفین وقت میں سے تھے۔ میرا لباس دیکھ کر آنکھ بھر آئیں اور پر جوش لہجے میں فرمایا، رسول کریم دا حاجی صاحب دا فیض ساڈے نال واندا ہے"

رحیم شاہ وارثی فرماتے ہیں کہ شاہ عبدالرحمٰن لکھنوئی نے اکثر ارشاد فرمایا ہے کہ اس وقت دیوہ میں ایک صاحبزادے ہیں جن کی طرف تمام مخلوق رجوع ہوگی۔

وہ اپنے وقت کے آفتاب ہوں گے، مشرق و مغرب تک ان کا ڈنکا بجے گا۔

حضرت مولانا الحاج سید ابو محمد علی اشرفی سجادہ نشین کچھوچھہ شریف نے صاحب مشکوٰۃ حقانیہ کو تحریر کیا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ بڑے پائے کے ولی کامل تھے، اس قدر محویت کا غلبہ تھا کہ ایک دن آپ نے فرمایا ابھی ہم کو وضو کرنے کی ترکیب یاد ہے، اللہ کی تجلیات سے گفتگو کرتے مگر ایک لمحہ کے لئے بھی محویت وحدہ لا شریک سے غافل نہ ہوتے

میں ان کو عارف باللہ اور صاحب مقامات عالیہ جانتا ہوں
انہوں نے مزید فرمایا کہ دہلی میں حاجی صاحبؒ کے بارے میں
ایک درویش کامل نے کہا تھا کہ " اس قوت باطنی کا درویش
زمانہ کوئی نہ ہوگا "

حضرت مولانا مفتی قیام الدین فرنگی محلیؒ نے فرمایا جناب حاجی وارث علی شاہؒ صاحب سلسلہ قادریہ رزاقیہ کثرہم اللہ کے مشاہیر میں سے تھے جنکے توسل سے کثیر تعداد لوگوں کو مشرف بیعت ہوکر داخل سلسلہ ہوئی۔ علمائے فرنگی محل حضرت حاجی صاحبؒ کو کاملین میں اعتقاد کرتے تھے۔ میں نے ان کی تعریف کرتے ہوئے اپنے والد مولانا عبدالوہاب صاحب قدس سرہ اور مولانا عبدالغفار صاحب اور حضرت مخدوم زادہ والد قبلہ سجادہ نشین بانسہ شریف قدس سرہ اور دیگر اکابر کو دیکھا ہے۔

مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ اخی مکرم مولانا عبدالرؤف صاحب کو حاجی صاحبؒ کے بارے میں تامل تھا، لیکن اس واقعہ سے میرا تامل جاتا رہا، ایک شخص مدینہ طیبہ حاضر ہوا عرض حال کیا تو پھر بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خواب میں ارشاد ہوا کہ فضل الرحمن یا حاجی وارث علیؒ کے مرید ہو جاؤ۔ وہ شخص واپس آیا اور مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی کا مرید ہو گیا۔ مگر یہ خیال رہا کہ حاجی صاحب بھی اکابرین میں سے ہیں

Scanned with CamScanner

جنکی جانب اشارہ روحانی حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہوا تھا، اس وجہ سے انکی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے، چنانچہ
وہ اپنے پیر کی اجازت سے حضرت حاجی صاحبؒ کی بارگاہ میں
حاضر ہوا، آپنے اس شخص کو دیکھتے ہی فرمایا کہ "ہم تو یا" میں تھے
مولوی احمد حسین ساکن رہرا متو ضلع بارہ بنکی سے بھائی
جب حج بیت اللہ کو گئے تو سرکار سے اجازت لینے حاضر ہوئے
آپنے ارشاد فرمایا۔ میرا اسلام حاجی امداد اللہ مہاجر کی سے کہنا
وہ اس وقت میرے ساتھ تھے جب میں مکہ شریف میں تھا۔

انکا بیان ہے کہ جب میں نے آپکا سلام پہونچایا تو حضرت
مہاجر کی پر ایک خاص اثر ہوا، اور ان کے آنسو نکل آئے، جواب
میں فرمایا میری جانب سے ہندوستان کے آفتاب سے درخواست
کرنا کہ دعا کریں کیونکہ میرا وقت آگیا ہے۔ جب میں نے آپ کی
خدمت میں حاضر ہو کر پیغام پہونچایا تو حضور انورؒ نے فرمایا، حاجی
امداد اللہ خود ولی کامل ہیں ان کو دعا کی کیا حاجت ہے۔

حضرت شاہ سلیمان قادری چشتی پھلواری شریف کا بیان
ہے کہ مجھ سے حضرت قبلہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی نے ارشاد فرمایا
تھا کہ حاجی وارث علی شاہ سا موحد پھر دیکھنے میں نہیں آیا؛

Scanned with CamScanner

حضرت میاں محمد شیر بیلی بھیتیؒ کے رد برد حضرت حاجی صاحب قبلہ کا تذکرہ آیا تو آپ نے فرمایا، وہ بہت بڑے آدمی ہیں، جو شخص ان سے خلاف ہوتا ہے اسکی صورت دیکھنے کو میرا جی نہیں چاہتا

مولانا مفتی ابوذر وارثیؒ کا بیان ہے کہ میاں محمد شیر صاحب سے بدعقیدہ تھا جب حضور وارث پاکؒ سے بیعت ہوا تو خود بخود مجھ کو حضرت میاں شیر محمد سے عقیدت ہوگئی اور میں دیوہ شریف سے پیلی بھیت گیا، آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا، تو خود نہیں آیا ہے۔ کسی کا بھیجا ہوا آیا ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ مدینہ منورہ سے شام ہوتے ہوئے بغداد پہونچے تو آپ کی آمد سے قبل حضرت شاہ محمد اکملؒ اور حضرت سید محمد مصطفیٰؒ صاحبؒ، صاحب سجادہ بغداد شریف کے والد بزرگوار دونوں حضرات کو آپ کی آمد سے ایک ماہ قبل حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم خواب میں بشارت دی کہ ہمارے ایک فرزند ہندوستان کے رہنے والے عنقریب آئے ہیں، انہوں نے تمام عمر کوئی کپڑا نہیں پہنا، احرام باندھتے ہیں ان کے لئے دو تین احرام تیار رکھو، جس وقت آپ تشریف لائے تو صاحب سجادہ اور اکمل شاہؒ نے غوث پاکؒ کی جانب سے تحفہ دیا کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ سب کو عمامہ یا خرقہ ملتا ہے یہ نئی بات کیسی کہ ان کو احرام دیا گیا، ان

دونوں بزرگوں نے جواب دیا کہ لوگوں کو ہم اپنی طرف سے خرقہ دیتے ہیں مگر ان کے لئے فرمانِ غوثیت ہی ہے جنکی تعمیل کی گئی ہے۔ چند اکابر اولیا۔ اتقیا اور علما نے باصفائی آرا پیش کر کے صرف یہ بتانا مقصد ہے کہ۔ ولی را ولی می شناسد۔

اور روشن کر دیئے تم نے نگاہوں کے چراغ
جلوہ گاہِ ناز کا پردہ اٹھا دینے کے بعد
(حیات وارثی)

# تعلیمات و ارشادات

جو شخص چاہے کہ منزل کو اپنی جادہ کرے
قیام تھوڑا کرے اور سفر زیادہ کرے

سرکار وارث پاک کی تعلیمات وارشادات میں شریعت حقہ کی پابندی عشق خدا کی وارفتگی اور حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابندگی نمایاں ہے۔

آپ مکمل ترین عبد تھے ہر وقت یاد معبود میں مصروف اور محو رہتے تھے اور یہی تعلیم اپنے مریدوں کو بھی دیتے تھے۔

شکوہ آباد میں قبلۂ عالم پناہ کا قیام تھا لوگ بارش نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھے، آپ نے فرمایا خدا کو عجز پسند ہے توبہ کرو اور نماز پابندی سے ادا کرو وہ رحم فرمائے گا۔ تمام حاضرین نے ان باتوں کا عہد کیا اور دوسرے دن سے بارش شروع ہو گئی۔

ایک بار فضل حسین وارثی سے فرمایا فضل حسین سب سے کہہ دو جو نماز نہ پڑھے گا ہمارے حلقہ بیعت سے خارج ہے۔

مولوی احمد علی وارثی وکیل آگرہ سے ارشاد فرمایا، مولوی صاحب ہر شخص کو شریعت کی پابندی اور اتباع سنت لازمی ہے سرکار عالم پناہ کے علم وعرفان اور رفعت وشان کا اندازہ اس واقعے سے بخوبی ہو جائے گا اور مولانا ئے روم کے اس مصرع کی تصدیق ہو جائے گی کہ

لوح محفوظ است پیش اولیا ء

اوگھٹ شاہ وارثی کا بیان ہے کہ منشی علی گوہر خان پیلی بھیتی کے ہمراہ ایک صاحب بیعت کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے جب بیعت ہو گئے تو حضور کے حکم کے مطابق شاہ فضل حسین وارثی کی خانقاہ میں ٹھہرا دیئے گئے، خانقاہ کے اندر ہی مسجد بھی ہے جب انہوں نے نماز ظہر اور عصر قضا کر دی اور مغرب کا وقت آیا تو شاہ فضل حسین نے اوگھٹ شاہ کو بلا کر ان کے سامنے کہا کہ یہ نو وارد مہمان نماز سے انکار کرتے ہیں، اوگھٹ شاہ نے انکی جانب دیکھا تو وہ نہایت سادگی سے کہنے لگے کہ میں نے سنا ہے جو شخص حاجی صاحب کا مرید ہو جاتا ہے نماز معاف ہو جاتی ہے اگر نماز ہی مریدی کی شرط ہے تو میں کہیں اور بھی بیعت ہو سکتا تھا۔ یہ سنکر شاہ فضل حسین کو ہنسی آگئی، اوگھٹ شاہ ان کو لے کر سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا۔

حضور انور نے ان کو دیکھ کر فرمایا، اچھا اچھا تین برس پڑھ لو

پھر معاف ہوجائے گی، یہ سنکر وہ نہایت خوش ہوئے اور پابندی سے نماز ادا کرنے لگے اور دن گنتے رہے تین سال پورے ہوتے پر انکا انتقال ہوگیا۔

اس واقعے کے کئی روشن پہلو ہیں، پہلا یہ ہے کہ وارث پاک کے تمام حلقہ بگوش شریعت و نماز کی پوری پابندی کرتے تھے ورنہ کسی ایک شخص کی دو نمازیں قضا ہونے پر شکایت نہ کی جاتی دوسرے یہ کہ ایک مخصوص حلقہ قبلۂ عالم اور ان کے جاں نثاروں سے متعلق بدگمانی کرتا ہے کہ آپکے یہاں پابندی نماز نہیں ہے۔ اس واقعے سے ان لوگوں کی غلط فہمیوں کو رفع ہوجانا چاہیے تیسری اور آخری اہم بات یہ ہے کہ عطائے پروردگار اور نسبت احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی رسائی لوح محفوظ تک تھی، آپنے اس مرید کی موت کا مقررہ وقت بتا کر اسکی آخرت کو سنوار دیا۔

علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر شک اور حیرت کا اظہار کرنے والے اگر بصیرت ایمانی اور رشتہ روحانی استوار کرلیں تو یہ بات انکی سمجھ میں آسانی سے آسکتی ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک کا علم علم ذاتی ہے پھر معبود برحق کے لیئے کوئی شئے غیب نہیں ہے، کیونکہ خالق کے لئے مخلوق غیب نہیں ہے۔ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم صفاتی ہے، جیسے رب السماوات والارض نے اپنی خصوصی عطا سے بخشا ہے۔

رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا احاطہ یہ کائنات نہیں کرسکتی کیونکہ ہمارے نبی اکرم عالمین کیلئے رحمت بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں۔

وارث پاکؒ نے ایک بار فرمایا، نماز نظام عالم ہے۔ اگر چھوڑ دی جائے گی تو انتظام عالم میں خرابی آجائے گی۔ پھر فرمایا، نماز وہی ہے جو حضور قلب کے ساتھ ہے، سرکار کا ارشاد ہے حق مارنا بہت برا ہے، عبادت صرف نماز ہی نہیں بلکہ اپنی خانہ داری میں مصروف رہنا، خرید و فروخت کرنا، بیوی بچوں کی کفالت کرنا، حوائج ضروری سے فراغت، کھانا کھلانا یہ سب عبادت ہے۔

---

# وصالِ حق

جسکو کہتے ہیں تری یاد میں گم ہو جانا
وہ بھی اک سلسلۂ باخبری ابد وصیت

خالق کائنات اور مالک مرگ و حیات اپنے برگزیدہ بندوں اور دوستوں کو کسی خاص کام کے لئے مبعوث فرماتا ہے جب وہ اس کارِ عظیم کی تکمیل مرضی رب کے مطابق کر لیتے ہیں تو ان کے لئے اپنی آغوش رحمت وا کر دیتا ہے تاکہ وہ ابد الآباد تک اپنے رب کی حمد و ثنا کرتے رہیں اور اپنے وابستگان کی مشکل کشائی اور رہنمائی مشیت الٰہی کے مطابق انجام دیتے ہیں

سرکار وارث پاک جب ۱۸۶۶ء میں علی گڑھ با تعرس آگرہ شکوہ آباد کے سفر سے واپس تشریف لائے تو خدام بارگاہ نے آپ سے بے حد منت و خوشامد کی کہ اب آپ سفر کا ارادہ ملتوی فرما دیں اور آپنے دیوہ میں مستقل قیام منظور فرمایا ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ سے آپ کا مزاج مبارک ناساز رہنے لگا اور علالت کا یہ سلسلہ تقریباً دو سال جاری رہا۔ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ سے زکام کی شکایت شدید ہو گئی، ۲۰ محرم الحرام کو مزاج عالی ناساز ہو گیا

Scanned with CamScanner

بخار کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا، حکماء علاج کر رہے تھے،
لیکن وصال حق کے لمحات نزدیک آتے جا رہے تھے، اسی بیماری
کے عالم میں بھی سرکار نے کبھی دامن صبر و رضا ہاتھ سے نہیں
چھوڑا جب مزاج پرسی کی جاتی آپ فرماتے، میں بہت اچھا ہوں
عشق میں شکایت اور اظہار حقیقت کفر ہے، میرے سرکار
کی حیات مبارکہ کا ہر لمحہ رہروان منزل صبر و رضا کے لئے رہنما اور
مینارۂ بقا ہے

فضیلت شاہ وارثی بیان کرتے ہیں ۔ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ
پنجشنبہ کے دن سرکار نے شام کو انگشت شہادت بلند فرمائی
اور کہا کہ اللہ ایک ہے، پھر کچھ رات گذرنے کے بعد حکیم محمد یعقوب
بیگ سے فرمایا۔ کیا وقت ہے، حکیم صاحب نے عرض کیا دس بجے
ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ہم چار بجے اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس جائیں گے
سرکار وارث پاک کے اس جملے سے آپکی عظمت و ولایت
کا اظہار بھی ہو رہا ہے، رفیق اعلیٰ کے الفاظ وارث پاک کی بزرگی
اور قربت الٰہی کا راز منکشف کر رہے ہیں۔

حاجی فیضو شاہ وارثی خادم خاص شہد کو ٹھنڈے پانی میں
ملا کر بار بار پیش کرتے فضیلت شاہ اور عبد القیوم کرنالی کلمۂ شہادت
کی انگلی سے حضور کو چٹاتے، اس وقت ذکر الٰہی کی ضربیں جو حلق کی
خشکی کی وجہ سے آواز نکل رہی تھیں پر سکوت ہو گئیں، اسی عالم ذکر

میں آفتاب ولایت، ماہتاب رشد وہدایت، نمائندہ عشق ومحبت مرکز اہل عقیدت، بچاسی سال کی عمر مبارک میں چار بجکر ۳ منٹ پر یکم صفر المظفر ۱۳۲۳ھ ہجری کو اس عالم فانی سے منزل جاودانی کی جانب عازم سفر ہوا۔

اِنّا للہ و انّا الیہ راجعون

آپکے وصال کی الہامی تاریخ صاحب مشکوٰۃ حقانیہ نے تحریر کی ہے

عاشق صادق ملا معشوق سے

۱۳۲۳ھ

# آستانہ وارث

دھوپ پڑنے نہیں دیتا ہے ادب سے خورشید
سایۂ عرش بریں ہے سر بام وارث
(ریاض خیر آبادی)

آپ کا آستانۂ عالیہ دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی میں ہے دیوہ شریف لکھنؤ سے ۲۴ میل کے فاصلے پر ہے، آپ کے مزار اقدس کی تعمیر بھی قومی یکجہتی کا نمونہ ہے، اس کی تعمیر میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں نے بھی خلوص وعقیدت سے حصہ لیا ہے۔ اس سلسلہ میں ٹھاکر پنچم سنگھ وارثی کی خدمات لائق تحسین ہیں۔

Scanned with CamScanner

آستانۂ پاک کا سبز گنبد جو دلوں کو نور آنکھوں کو سرور بخشتا ہے کافی فاصلے سے زائرین کی نگاہوں کا مرکز بن جاتا ہے۔

روضۂ مبارک کا اندرونی حصہ ایسا پر سکون اور پر جلال ماحول پیش کرتا ہے کہ ہر زائر نور و نکہت اور کیف و راحت کے عالم میں محو ہو جاتا ہے۔

روضۂ مبارک پر حاضری وہ پر اثر تجربہ ہے جس کی کیفیت برسوں طاری رہتی ہے، حاضرین اپنے مسلک و مذہب کے اعتبار سے بارگاہِ سلطان دلا سے فیضیاب ہوتے ہیں اور سرکار کے اس قول کی ترجمانی کرتے ہیں کہ ہمارے یہاں مسلمان مجوسی، پارسی، عیسائی کا کوئی فرق نہیں جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے۔

ہو محبت تو نہیں کافر و دیندار میں فرق
ہے یہی عشق کے بندوں سے پیام وارث

Scanned with CamScanner

# عرس مبارک اور میلہ کا ذکر

طویل ہو کے وہ گونجی ہے سارے عالم میں
کبھی جو حرف تمنّا تھی وہی بات اختصار کے ساتھ

## عرس صغیر

یکم صفر المظفر کو سرکار کے وصال حق کے وقت ۳ بجکر ۱۵ منٹ پر سرکار کا قل شریف ہوتا ہے، آستانہ مبارک پر تقاریب کا سلسلہ کئی روز جاری رہتا ہے، ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک سے بھی زائرین حاضر بارگاہ ہوتے ہیں، اتر پردیش گورنمنٹ کا محکمہ ٹرانسپورٹ بسوں کا خصوصی انتظام کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

# میلہ کاتک

اس میلے کو سرکار وارث پاکؒ نے اپنے والد محترم کی یادگار کے طور پر خود قائم فرمایا ہے۔ یہ میلہ کاتک کے مہینے میں چاند کی تاریخوں کے اعتبار سے ۱۷، ۱۸، ۱۹ کو رسم قل اور دوسری تقریبات کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔ شروع میں قصبے کے لوگوں نے زائرین کے لئے کھانے پانی کا بندوبست کرنا چاہا لیکن آپ نے منع فرما دیا کہ ہر آنے والا خود اپنی ضروریات کا سامان ساتھ لائے گا۔ سرکار ملاحظہ فرما رہے تھے کہ جلد ہی اس میلے کی کیا حیثیت ہونے والی ہے۔ یہ میلہ اتر پردیش ہی میں نہیں بلکہ ہندوستان میں اپنی ترتیب و تنظیم کے لئے منفرد حیثیت رکھتا ہے اور قومی اتحاد کا عظیم مرکز ثابت ہوتا ہے۔ میلوں کے حلقے میں لاکھوں افراد کاروبار حیات میں مصروف رہتے ہیں۔ دیوہ نمائش بھی اپنی خصوصیات میں ممتاز ہے۔

Scanned with CamScanner

# شجرۂ عالیہ قادریہ وارثیہ

معراج وارثی

کلمۂ توحید کی لب پر صدا ہے آج بھی
اور زباں پر نام پاک مصطفیٰؐ ہے آج بھی

جو خدا کا شیر بھی ہے ساقیِ کوثر بھی ہے
کل کی صورت وہ مرا مشکل کشا ہے آج بھی

بحرِ غم خانے کی زینت حیدری کی روشنی
جلوۂ حسن سرِ گلگوں قبا ہے آج بھی

عابدؒ و باقرؒ امام جعفرؒ کاظمؒ رضاؒ
ان ہی کا ہر فرد اک شمع ہدیٰ ہے آج بھی

شیخ معروفؒ و سری سقطیؒ جنیدؒ باصفا
نام ان سب کا ہر اک دل پر لکھا ہے آج بھی

اللہ اللہ شبلیؒ و واحدؒ کا ہر نقش قدم
خضرِ راہِ منزلِ صبر و رضا ہے آج بھی

بوالفرحؒ یا بوالحسنؒ ذیشاں ہو یا بو سعیدؒ
نور ساماں انکے جلووں سے فضا ہے آج بھی

میں گدائے کوچۂ شاہنشہِ بغداد ہوں
ہر بشر پر دامنِ غوث الوریٰؒ ہے آج بھی

بندۂ رزاقؒ ہوں داتا محی الدینؒ ہیں
مجھکو سب کچھ انکے در سے مل رہا ہے آج بھی

شیخ احمدؒ کی تجلیات کا عالم نہ پوچھ
قلب جن سے نور کا آئینہ ہے آج بھی

غرق بحرِ نور ہیں سید علیؒ موسیٰؒ حسنؒ
اور ابوالعباسؒ در بے بہا ہے آج بھی

نور ایمان و یقیں ہیں شہ محمدؒ اور جلالؒ
ہادیٔ ملت فریدؒ باصفا ہے آج بھی

ذوقِ ابراہیمؒ و داتا کیسا ضامن ہیں حسینؒ
دین میں انسے بہار جانفزا ہے آج بھی

Scanned with CamScanner

یہ ہی ہیں ہستیاں جنکے حسین کردار کو — ایک آئینۂ ہدایت کا سمجھا ہے آج بھی

سیدی عبدالصمدؒ، رزاق و اسمٰعیل شاہؒ — عطر افشاں انکی نکہت سے فضا ہے آج بھی

شاہ عزیز اللہ اور نجابت اللہؒ کا خادم ہوں میں — نام وارثؒ ہر مریضِ غم کی دوا ہے آج بھی

کون وارث شاہ ہیں جنکے اک خادم ہر خاص — جنکی خاکِ آستاں خاکِ شفا ہے آج بھی

یہ وہ ساقی ہیں کہ جنکے میکدے کا سلسلہ — ساقیٔ تسنیم و کوثر سے ملا ہے آج بھی

مجھ کو طوفانِ حوادث کا نہیں ہے آج غم

ناخدا میرا، مرا وارث پیا ہے آج بھی

# شجرۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ

برائے سرورِ دیں بادشاہِ دوجہاں یارب
برائے رحمتِ کل نازشِ کون ومکاں یارب
برائے باعثِ تخلیق گلزارِ جناں یارب
برائے نامِ پاکِ خاتمِ پیغمبراں یارب
کرم فرما رئیس الانبیاء کا واسطہ یارب
محمد مصطفیٰ صلِ علیٰ کا واسطہ یارب
علی مرتضیٰ خیبر شکن کا واسطہ یارب
امی الحسن امی خواجہ حسن کا واسطہ یارب
امی شیخ واحد چراغ انجمن واسطہ یارب
فضیلِ حق شناس وحق سخن کا واسطہ یارب
بنا ہم سب کو پیرو شیخ ابراہیم ادہم کا
سدید الدین، امین الدین عماد الحق اکرم کا

الٰہی احمد ابدال اور چشتی بو محمد کا
الٰہی ناصر الدین کا بنا دے مجھ کو دیوانہ
رہے پیش نظر میرے مودود کا جلوہ
شریف خواجہ عثمان دلمیں ہو محو نقشہ
رہیں لب پر مرے خواجہ معین الدین کی باتیں
بسر ہوں اتنے مرے رب کر قطب الدین بختیاری
فرید الدین اور خواجہ نظام الدین کا صدقہ
مرے مالک نصیر الدین و کمال الدین کا صدقہ
سراج الدین، محمود و علیم الدین کا صدقہ
مرے سینے کو روشن کر جمال الدین کا صدقہ
حسن اور شہ محمد شیخ یحییٰ کے وسیلے سے
کرم کر میری اولادوں پہ اور ماں باپ پر میرے
کلیم اللہ کا صدقہ مجھے جلوہ دکھا یارب
نظام الدین و فخر الدین کا پیرو بنا یارب
تجلی جمال شہ سے دل کو جگمگا یارب
مئے حب عباد اللہ کا ساغر پلا یارب
بلندی کر عطا شاہ بلند اقبال کا صدقہ
بنا خادم نجم علی کا سیدہ کے لال کا صدقہ

Scanned with CamScanner

۳۸

جہاں بھی ہو مرے خمخانۂ وارث کا مستانہ
جہاں ہو شاہ فیض خادم وارث کا پروانہ
کہا جاتا ہو جس محفل میں بھی ساقی کا افسانہ
کوئی بھی سننے والا ہو وہ اپنا ہو کہ بیگانہ

الٰہی واسطہ دیتا ہوں نام پاک وارث کا
بچا ہر وارثی کو ہر مصیبت سے مرے آقا

جمال سبز گنبد رونق دربار کا صدقہ
حریم خاص کے ایک اک در و دیوار کا صدقہ
معنبر عطر افشاں گیسوئے خمدار کا صدقہ
ہمیں سب کچھ عنایت ہو بڑی سرکار کا صدقہ

در سرکار پہ اک بندۂ محتاج آیا ہے
کرم اے وارث ہر دو جہاں کر آج آیا ہے

میں جدھر سے ہو کے گذر گیا ترا تذکرہ بھی مہک اٹھا
ترے نام سے مرا سلسلہ میں نقیب فصلِ بہار ہوں

حیات وارثی

Scanned with CamScanner